انتظامِ مالگزاری

مطبع شیرازی -
حیدرآباد دکن

۶۶

صفحہ	خلاصہ مضمون	دفعہ
۳۰	تعہد۔	۲۹
۳۲	امانی۔	//
	نظام دیہی	
۴۵	گانوٗں کی تمدّنی تعریف۔	+
//	گانوٗں کی زراعتی تعریف۔	+
//	گانوٗں کی جُغرافی تعریف۔	+
۴۶	گانوٗں کی ملکی تعریف۔	+
//	گانوٗں کی دفتری تعریف۔	+
۴۷	کھیت کی جغرافی تعریف۔	+
۴۹	کھیت کی دفتری تعریف۔	+
//	گانوٗں کی وجہ تسمیہ۔	+
۵۲	مزرعہ۔	+
//	قصبہ۔	+

انتظام مالگزارے

تمہید متضمن حالات تاریخی انتظام مالگزاری۔ نظام دیہی ملکیت اراضی — اقسام بندوبست۔ تشخیص جمع وابواب مالگزارے

۱ جس زمانہ مین کہ ہندوستان اور دکھن مین چھوٹی چھوٹی زمینداریان اور ریاستین تھین تب انتظام مالگزاری مین بعد کے زمانہ کیسی باریکیان اور حال کے زمانہ کے مانند حقوق کے اقسام اور دقیق خیالات نتھے گانون کے راجہ یا مالک کو کاشتکارون کے جوتے اور بوئے ہوے کھیت کی پیداوار سے کسیقدر حصہ معین جو بہت کم ہوتا تہا ملتا تہا وہ نہ مالگزاری تھی اور نہ لگان تہا بلکہ اک قسم کا محصول تہا جسے اب ابواب کہتے ہین۔ اور وہ صرف رعایا کی محافظت کا بدل یا وجہ پاسبانی تھا اور اوسکی مقدار پیداوار کا آٹھوان چھٹا یا بارہوان حصہ تھا جو قسم زمین کے اختلاف اور کاشتکار کی محنت اور خرچ کے لحاظ سے ٹھہرایا جاتا تھا۔* البتہ جب کہ ملک مین لڑائی درپیش ہوتی یا اور کوئی

* دہرم شاستر منو باب ۷ فقرہ ۱۳۰ فقط

سخت مشکل اور ضرورت پیش آتی تھی اس صورت مین پیداوار کے چوتھے
حصے تک لیتے تھے اور یہہ ایسی مناسب اور ملایم شرح تھی جس کا اندازہ
"علم حالات تمدن و آبادی خلایق" کے اصول سے بہت ٹھیک واقع ہوا ہی

۲ ہندوون کی پرانی کتابون سے جیسے راماین اور مہابھارت
معلوم ہوتا ہی کہ راجہ رام چندر اور جوڈسٹر کے زمانہ مین
پیداوار اراضی کا چھٹا حصہ مالگزاری مین لیا جاتا تھا
اور نیز معلوم ہوتا ہی کہ ممالک کشمیر اور سرکار شمالی اور بیجانگر
اور کنارا مین بھی یہی اندازہ تحصیل مالگزاری کا مقرر تھا جس سے
پایا جاتا ہی کہ یہہ مقدار بہت رائج تھی ۔ ہیون سانگ اک مرد
چینی بدھ مذہب کا زایر جو ۷ صدی عیسوی مین ہندوستان مین
زیارت مقامات بدھ کی غرض سے آیا تھا وہ بھی اپنے زمانہ مین زر مالگزاری
کی مقدار چھٹا حصہ پیداوار بتلاتا ہی ۔ ہم نے ابھی بیان کیا ہی کہ ضرورت
شدید کی حالت مین حصہ مالگزاری کی تعداد چہارم تک ہو جاتی تھی چنانچہ
جب سکندر اعظم نے ہندوستان پر چڑھائی کی تو اوسکے مقابلہ کے لئے
پورس اور اور راجاؤن نے پیداوار اراضی مین سے چہارم حصہ مالگزاری مین لیا

راجہ رام چندر اور جوڈسٹر

مسلمانونکا زمانہ

۳ مسلمانون کی عملداری مین مالگزاری کی مقدار کل پیداوار کا آدھا یا تہائی حصہ تھا غلہ یا اوسکی مساوی قیمت نقدی مگر علاؤالدین کے زمانہ سے پہلے تو نصف پیداوار کا مالگزاری مین لیا جانا معلوم نہین ہوتا

شیر شاہ سور

۴ شیر شاہ سُور نے (جو ہمایون کو شکست دینے پر ہندوستان کا بادشاہ ہوا تھا) پیمایش اراضی کا کام شروع کیا تھا اور پیداوار اراضی مین سے چہارم حصہ غلہ یا نقدی حق بادشاہ قرار دیا — اسی نے ملک کو سرکارون اور پرگنون پر تقسیم کیا اور فی پرگنہ ایک امیر شقدار خزانچی اور ہندی اور فارسی نویس مقرر کیا وصول مالگزاری کے لئے ہر فصل پر اراضی مزروعہ کی پیمایش کیجاتی تھی —

اکبر

۵ اکبر نے اس بادشاہ کے اصول انتظام مالگزاری و بندوبست اراضی کو ترمیم و تہذیب کرکے اپنے سال جلوس کے ۱۵ سنہ مین رواج دینا چاہا اسکے حکم سے تمام ممالک کی پیمایش شروع ہوئی اور ملک کی تقسیم بیگہون پر کی گئی اور ہر بیگہہ ۳۶۰۰ مربع الٰہی گز کا قرار دیا گیا اور ہر گز ۲۴ انگشت کا قرار پایا — اس کام کے لئے لایق اور پوری قابلیت کے افسر مقرر ہوے اور آلات پیمایش بھی بنسبت سابق کے زیادہ درست اور صحیح تھے — طناب کے ذریعہ سے پیمایش ہوتی تھی مگر رسّی کی طناب گھٹ بڑھ جایا کرتی ہے —

اور یہ کمی بیشی اس سطح زمین کی تری کے کم و زیادہ ہونے پر موقوف ہی
تر زمین پر یعنی اوس پڑی ہوئی زمین پر تابش آفتاب سے پہلے جب وہ رتی
زمین سے مس کرتی ہوئی جاتی ہی تو خوب زور سے کھنچنے سے بڑھ جاتی ہی
اسلیئے اکبر نے بانس کے آلات پیمایش اور نیز لوہے کی زنجیر بنوائی تھی اور
زمین کی تقسیم چار قسمون پر کی گئی ——

۱ پولج جو ہر سال جوتی بوئی جاوے

۲ پروتی جو تھوڑا سا وقفہ چاہتی ہو —

۳ چچر جو تین یا چار سال تک خالی پڑی رہے

۴ بنجر جو پانچ سال تک اپنی طبیعت یا رعیت کی غفلت سے پیداوار نہ لاوے

تفصیل اقسام زمین بحساب پیداوار

۶ زمین کی ایسی پیمایش اور پرت بندی یعنی تقسیم بلحاظ استعداد اراضی
کے بعد اسکی پیداوار کی تعیین اور تشخیص کیجاتی تھی اس طور سے کہ قسم اول اور
دوم کی پیداوار کا اوسط نکال کے اسکی ایک تہائی حصہ مالگزاری قرار پاتی تھی
اور قسم سوم کی زمین سے زراعت کے پہلے سال مین پوری مقدار مالگزاری
کے پانچ حصہ کرکے دو حصے ($\frac{2}{5}$) لیئے جاتے تھے اور دوسرے سال
سے چوتھے سال کاشت تک پانچ حصون مین سے تین حصے ($\frac{3}{5}$) لیئے

طریقہ تشخیص جمع

جاے تھے اور اِسکے بعد کامل جمع یعنی تہائی (⅓) لی جاتی تھی قسم چہارم کی اراضی زیر کاشت کی پیداوار سے فصل اول مین براے نام ایک سیر جنس لیتے تھے اور پھر رفتہ رفتہ بڑھاتے ہوے چوتھے برس کے آخر مین جمع کامل لیتے تھے

اہلکاران بندوبست

۷ ہر ضلع مین اِک اِک عملگذار کہ وہی افسر مال او مہتمم بندوبست بھی ہوتا تھا رہتا تھا اور اوسکے ساتھ مُحرر کارکن اور پٹواری حالات کاشت بتلانے کو حاضر رہتے تھے تاہم اوسکو حکم تھا کہ بر سر موقع ہر کاشتکار سے علٰحدہ علٰحدہ تعہّد کرے اور گانوٴن کے منڈل اور پٹیل سے بھی دریافت کرے -- یہ لوگ کھیت کی حالت اور زمین کی قسم اور بارش کی کمی بیشی اور اسباب مفید و مضر کاشت سے خوب واقف ہوا کرے تھے --

نباس یا نقدی

۸ جبکہ مقدار پیداوار اور قسم اجناس مُعین اور مُقرر ہو چکتی تو نرخ بازار کے موافق اسکی قیمت زر نقد کی لگائی جاتی تھی مگر جبکہ ایسی صورت ہوتی کہ نرخ بازار بہت مہنگا ہوتا یا کاشتکار کو پیداوار اراضی کے دام فورًا نہ اوٹھتے تو بجاے نقدی کے مالگزاری مین غلہ لینا پڑتا تھا - کھیت کی پیمایش اور حصہ مالگزاری کا تعین یا تو اس صورت مین کرتے تھے جبکہ فصل کھڑی ہو

یا جبکہ کٹ کر کھریان مین جمع ہوئی ہو اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ فصل اُوگنی شروع ہوتی ہی حق سرکار مشخص کر لیا جاتا تھا یہ آخری صورت جو بلالحاظ اختلاف موسم و بارش ہوتی تھی بے وقت اور بے موقع تھی بعض خاص قسم کی پیداوار از قسم بقولات بٹائی کے آئین سے مستثنیٰ تھی اور اسباب بیشی و تخفیف پر بھی برابر لحاظ ہوتا تھا۔ عبد المجید آصف خان کی وزارت مین تمام ملک قسمی تھا اور بے اندازہ صحیح جمع مقرر ہوتی تھی مگر جب سے مظفر خان اور راجہ توڈر مل وزیر ہوسے بندوبست کا آئین مقرر ہوا اور ہر سال نیا بندوبست کرنے کی دقت اور رعایا کی شکایت زیادہ ستانی اور اقطاع دار کی نالش بقایا رفع کرنے کے لیئے یہ بندوبست ۱۵ سنہ جلوس سے ۲۵ سنہ جلوس تک دس برس کے لئے کیا گیا اس آئین بندوبست سے یہ بھی پایا جاتا ہی کہ قسم بندوبست رعیت واری تھی مگر کل گانوٗن کے اہالی و موالی کی ذمہ داری زر مالگزاری بھی قایم تھی ——

۹ اکبر کے زمانہ کے بندوبست اراضی اور حال کے عہد کے بندوبست کو مقابلہ کر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب کسقدر ترقی ہر ایک صیغہ مین ہوگئی ہی آئین پیمایش اور آلات پیمایش متعدد اقسام کے

(حاشیہ: کیا ہو بندوبست)

(حاشیہ: بیانِ حال کی ترقی)

اختراع ہوے ہین۔ جریب کی پیمایش تختہ مسطح اور تہنگلو اور پریس مینگ کمپاس اور تہیو ڈولائیٹ اور تہیو ڈولایت تری ورس کی پیمایش اقسام وانواع کے ایجاد ہوے ہین ایسی ہی پرت بندی کرنے مین اراضی کاشت کی چونتیس ۳۴ قسمین قرار پائی ہین اور جیولوجی یعنے علم الارض کے دقیق مسائل اسمین الگ ہی ملائے گئے ہین تشخیص جمع مین بھی علی ہذا القیاس باریکیان اور تکلفات کیئے گئے ہین اور ان سب پر زیادہ اہم تصفیہ حقوق ہی جسمین تعلقداری۔ ماتحت داری۔ زمینداری۔ پختہ داری۔ پٹی داری کے اقسام ملکیت اور میراث دار۔ موروثی مستحق مقابضت وحق قابل وراثت وانتقال وغیر موروثی اوپری پائی کاشت۔ چھپر بند وغیرہ کاشتکارون کے اقسام اور اونکی تعریف وتحدید مین وقیقے اور نکتے رکھے گئے ہین۔

۱۰ شہنشاہ اکبر نے وصول مالگزاری کے لیئے ہر کرور دام کے لیئے جسکے حال کے حساب سے ڈھائی لاکھ روپیہ ہوتے ہین اِک اِک عملگذار یا عامل مقرر کیا اور تحصیل مالگزاری کی ہدایتین اس عہدہ دار کے لیئے آئین اکبری مین درج ہین بعد مین اس عہدہ دار کا "کروری"* نام

* کرورے کہ آن نیز وضع کردہ تو در مل است مراد ازان ہست کہ ہر گاہ محال یک کرور دام کہ بقدر دوازدہ ماہ در ضبط خالصہ آمد برائے تحصیل وگردآوری مال آن ہر کرا مقرر مے نمودند بکروری موسوم مے کردند۔ وکروریہا آن عہد ہمہ صاحب فیل وفوج بودند۔ تاریخ خافی خانے (ج ا ص ۱۵۸)

معروف ہوگیا یعنی کروردام کا تحصیلدار - مگر اسکے اختیارات اِس زمانہ کے تحصیلدار سے زیادہ تھے اِسکو فیصدی ؎ روپیہ مُجرا ملتا تھا اور نذر علاوہ - اِسکا ذمہ تھا کہ زمین بے تردد نہ پڑی رہے اور جاگیرات لاخراج کی نگرانی رکھے اور واقعات عظمہ کی اطلاع دیا کرے اور اگر وہان کوتوال مقرر نہ ہوا ہو تو کوتوالی کا کام بھی کرے -

۱۱ یہہ انتظام شاہ جہان کے عہد تک رہا اِس زمانہ مین اسلام خان وزیر نے ہر پرگنہ مین ایک امین تشخیص جمع کے لیئے مقرر کیا اور کروری کے متعلق محض تحصیل مالگزاری اور خدمت فوجداری تھی اور اب اسکو فیصد ؎ مُجرا ملتے تھے مگر بعد مین کروری اور فوجدار کے عُہدون کا ایک ہی شخص مین مستقر رہنا مناسب نہین سمجھا گیا اِس لیئے اسلام خان کے پیشکار راے رایان جسونت رام نے کروری کے اختیارات کو چندے معطل کرکے ہر اک گانوَن مین ایک ایک مُحصِّل مقرر کیا اور وہ کروریون کی تحصیل کی ہوئی رقم کا حساب لیتے تھے اور نیز ابواب ناجایز اور زیادہ ستانی کے روکنے کی تدبیر کرتے تھے جب اسلام خان کے بعد سعد اللہ خان کو وزارت ہوئی اوسنے امین اور فوجدار کی خدمات کو ایک عُہدہ دار کے سپرد کیا جس کو چکلہ دار کہتے تھے - کئی پرگنون کا اِک چکلہ دار قرار دیا اور کروریون کو

چکلہ وار کے ماتحت کیا اور کروری کے لئے پہلے تو حق التحصیل ۵ فیصدی مقرر کیا مگر اسمیں سے
۲ اور کم کر دیا تھا۔ امین کا کام بندوبست اراضی و تشخیص مالگذاری تھا جس سے کروری
کو کچھہ تعلق نتھا مگر کروری کی یہ ذمہ داری باقی رہے کہ زراعت کی ترقی کی تدبیر کرے
تقاوی دیوے۔ فصل پر شحنہ بٹھلاوے اور معافی یا تخفیف کی ضرورت ہو تو تحریک
کرے یہ دستور اورنگ زیب کے تمام زمانہ اور آخر سلطنت مغلیہ تک جاری رہا۔

(۱۲)۔ خافی خان نظام الملکی نے تاریخ منتخب اللباب مین راجہ تودرمل کے انتظامات
مالگزاری کی تصریح اسطرح پر کی ہے (ج ا ص ۱۵۵ و ۱۵۶)۔

و تودرمل کہ در پیشکاری وزارت مامور بود بندوبست و پرداخت ملک کہ در مقدمات
مالی از و بظہور آمدہ بر السنۂ خاص و عام ہندوستان تا آخر زمان ضرب المثل و مشیر کار
دیوانیان و امنای بیست و دو صوبہ خواہد بود چند کلمہ ازان بزبان خامۂ صدق
بیان میدہد۔ در سواد اعظم ہند مدار کار و بار و خرید و فروخت و جمعبندی محال و تحصیل مال
و علوفۂ نوکران راجہا و پادشاہان بر پل سیاہ بحساب تنکہ بود اگرچہ زر سفید مسکوک
میشد کہ آنرا تنکۂ نقرہ می نامیدند اما مخصوص انعام ایلچیان و مطربان بود و رائج عام نبود
و بجای نقرہ فروختہ میشد۔ تودرمل کہ از قوم کہتریان بخطاب راجہ میان ہمقومان سربلندی
و امتیاز یافت بنای منصب و نوکری پادشاہی برین گذاشت کہ موافق وصول تنکہ از

دیہات و مواضعات سکۂ روپیہ بمقدار یازدہ ماشہ قرار دادہ فی روپیہ
چہل دام موافق نرخ مس آن وقت واجورہ سکۂ پل سیاہ کہ مراد از یک
فلوس باشد مقرر کردہ در تنخواہ ملازمان پادشاہی جارے ساخت۔ و
موافق ہمان جمع کل دیہات و قصبجات و پرگنات در دفتر ثبت نمود۔ این را
عمل نقد جمعبندی نامید و بنای وصول محصول وضع دیگر برپای گذاشت
یعنی جنس حبوبات خریف و ربیع کہ از آب باران بعمل آید آن را بالمناصفہ
نصف سالم برائے صاحب زراعت و نصف باقی در سرکار پادشاہی بضبط
در آید مقرر نمود و ہر جنسے کہ از حبوبات و بقولات و نیشکر و افیون و
زرد چوب وغیرہ محتاج آب چاہ گردد کہ دران خرج رعیت زیادہ
می شود ربع ہر یک قطعہ براخراجات و خرید و فروخت آن گرفتہ جنس
غلہ را سوم حصہ و باقے جنس نیشکر وغیرہ کہ آن را جنس اعلے
نامند و خرج آب چاہ و نگاہبانی زراعت و درو نمودن نسبت بغلہ
زیادہ دارد بتفاوت چہارم و پنجم و ششم و ہفتم حصہ برائے سرکار
قرار دادہ باقی بحصۂ مزارعان مقرر نمود۔ و ہمچنان اگر خواہند
محصول ہر جنس واحد نیشکر وغیرہ نقد بگیرند۔ موافق بمربع ہر جنسے

راسنے تنگه (بیگه) که مراد از سه هزار و شش صد درعهٔ شاه جهانے مطابق حاصل زمان حال است که آن نیز موافق ورع آن عهد وضع کرده است زر نقد در دستور العمل ثبت نموده که آنرا دهاره و دستور العمل راجه تودرمل نامند ولغایت حال در دفاتر قانون گویان همه صوبجات ثبت و جارے است — و رعایاے سقیم حال را براے برداشتن زمین بنجر که مراد از اراضی نا مزروع باشد و زمینی که بعد مزروع گشتن از ظلم مفسدان اطراف و حکام ظلم پیشهٔ بنام افتاده باشد که دران نیز دهاره و دستور العمل مقرر کرده زر نقد پیشگی براے خرج قلبه رانے که آنرا تقاوے نامند دهانیدن موضوع است — که یادگار گذاشته ———

(۱۳) مین نے اکبر کے زمانہ کے انتظام مالگزاری و بندوبست اراضی کو اک جدول کی صورت مین (جسے یہان تخته کہتے ہین) جلدی سمجهه مین آجانے کے لئے لکها ہی ———

جدول بندوبست اراضی زمانۂ شاہنشاہ اکبر

		۱۵ تا ۲۰ سنہ جلوس
مالک اراضی رعایا یا سرکار		سرکار
اقسام مراتب بندی اراضی	۱	پولیج
	۲	پرونی
	۳	چچر
	۴	بنجر
عملگزار یعنی مہتمم بندوبست کے کام		پیمایش اراضی بذریعۂ جریب
		تقسیم اراضی بہ بیگہ ۳۶۰۰ گز الہی
		تعین پیداوار فی بیگہ و تعین حق سرکار
		تعین قیمت غلہ حق سرکار بشرح نقدی
مقدار تشخیص جمع مالگزاری	مقدار رقم جمع زمین قسم اول و دوم	۱/۳ مز شکن پیداوار
	مقدار جمع اراضی چچر	۲/۵ سال اول
		۳/۵ سال دوم
		۴/۵ سال سوم و چہارم
		۱/۳ بعد سال چہارم
	ایضاً بنجر	از سر فصل اول بین اور سال آخر تک جمع کامل
قسم بندوبست		رعیت داری
آئین وصول مالگزاری		بلا توسط مستاجر۔ بذریعہ اہلکار شاہی
غلتی یا نقدی		نقدی و غلتی دونون
مدت بندوبست		۵ سال و بعدہ ۱۰ سال
کارپردازان بندوبست اضلاع		عملگزار۔ قانونگو۔ محرر۔ کارکن۔ پٹواری
اعلی ارکان سلطنت منتظمان مالگزاری		راجہ تو ڈرمل و مظفر خان
صوبجات دکہن تحت اکبر		خاندیس۔ احمد نگر۔ برار

بندوبست برار زمانہ

۱۴ برار کا ملک جو دکہن کے صوبونمین سے ایک صوبہ تہا اکبر کے آخر زمانہ مین شریک سلطنت مغلیہ ہوا اور دار السلطنت سے دور تہا اسلیے اسمین جو اکبری بند وبست ہوا تہا اس کی پیمایش اور تشخیص پیداوار کو تخمینی اور نظری سمجہنا چاہیے - اسکا بند وبست اسطرح پر ہوا تہا کہ مزروعہ زمین کی پیمایش کر کے اسکی پیداوار کو باحتیاط دریافت کیا اور ہر بگہہ پر بحساب چہارم پیداوار کے شرح مالگذاری مقرر کی اور کل موضع یا متعدد مواضع کی رقم مالگذاری کا نام تنخواہ قرار پایا - اس حساب مین سے اراضی افتادہ و بنجر خارج تہی -

۱۵ یہہ رقم مالگذاری جو رعیت واری بند وبست کے اصول پر کشتوار مقرر ہوتی تہی ضرور ہر سال کی آمدنی مین بدل جاتی ہوگی تاہم اس زمین کی مشخصہ مالگذاری یہی تہی گو واقعی آمدنی سالانہ اس کے مطابق ہو یا نہو کیونکہ مالگذاری تو موضع وار نہین تہی بلکہ ہر مزروعہ کشت سے ہر سال لیجاتی تہی -

سلطان علاء الدین خلجی

۱۶ سلطان علاء الدین خلجی نے (جس نے مسلمانون مین سب سے پہلے ملک دکن فتح کیا تہا) ملک داری اور جہانبانی کے کئی ایک ضابطے مقرر کئے تہے منجملہ اونکے انتظام مالگذاری کے متعلق اسنے یہہ دستور مقرر کیا تہا کہ اراضی مزروعہ کی پیمایش کی رو سے نصف محصول لیتا تہا اور رعایا اور مقدمون یا

چودہریون کو برابر سمجھتا تہا اور مقدمون کے رسوم خود تحصیل کرکے خزانہ سے دلواتا تہا
اور تمام رعیت کی کاشتکاری کے لئے چوپاؤن کی تعداد مقرر کردی تہی
محمد قاسم فرشتہ نے سلطان موصوف کے بیان مین لکہا ہی —

و بعد از استحکام ضوابط مذکورہ خواست کہ در ولایت نیز چند ضابطہ مقرر
سازد کہ سویت میان رعیت ضعیف و قوی حاصل شود و تسلط مقدم و چودہری
کہ بر رعیت زیر دست میباشد برطرف گردد پس بفرمود تا نصف محصول را بر
حکم مساحت بلاقصور بازیافت نمایند و مقدم و چودہری و سائر رعایا را برابر
اعتبار نمایند و بار اقویا بر ضعفا نیندازند و انچہ از وجوہ مقدمی باشد تحصیل
نمودہ داخل خزانہ نمایند و خود مقدم و سائر رعیت از چہار گاو برای
کشت کار و دو گاومیش و دو مادہ گاو و دوازدہ گوسفند زیادہ نگاہ دارند
و وجوہ چرائی را نیز بحساب گاومیش و گوسفند بستانند و درین کار عمال
و اہل قلم آنچنان مبالغہ و احتیاط بکار بردند کہ ایشان را تصرف یک جیتل بعنوان
خیانت میسر نشود و اگر ورای علوفہ عمال چیزی متصرف شدندی بحکم کاغذ پتواری
یعنی نویسندہ بنام ہر کس کہ برآمدی در ساعت ہر چہ تمامتر باز یافت کردندی
و بسیاری از نویسندگان حرفہ عمالی ندیدہ ترک پیشہ خود نمودند

سلطان محمد تغلق

وکار مقدمان وچودہریان کہ دائم سوارہ میگشتند و اسلحہ می بستند و جامہای
فاخر می پوشیدند و بطریق امرا شکار میکردند۔ بجای رسید کہ زنان ایشان
درخانہ مردم کار میکردند و انچہ در وجہ اجرت میافتند صرف قوت میساختند“ ۔

۱۷ سلطان محمدؐ تغلق نے دکھن مین خاصۃً انتظام مالگزاری پر بڑی
توجہ کی تہی اور کئی ایک ضابطے اسکے لئے مقرر کئے اور مالگزاری کا محکمہ ہی علیحدہ
قائم کیا اور اسی انتظام مالگزاری کی غرض سے مساوی مقدار کے قطعات اراضی
مخترع کرکے ایک ایک شقدار کو اسکی مالگزاری وصول کرنیکے لئے مقرر کیا اور
لاکہون روپیہ تقاوی مین صرف کئے۔ قاسم فرشتہ نے سلطان موصوف کے
ایام سلطنت کے ذکر مین لکھا ہی

”بعد از فراغ مہم دکھن و مالوہ باز بسر گوداوری آمد و در کار آبادانی
ملک و تکثیر زراعت کوشید و درین باب اختراع چند وضع نمود اختراع را اسلوب
نامید و درین باب دیوان علیحدہ وضع کردہ موسوم و مشہور بامیر کوہی گردید و از جملہ
مخترعات او این بود کہ سی کروہ در سی کروہ مسافت را دائرہ فرض کردہ بشخصی
رجوع کرد کہ ہر قدر زمین کہ دران مسافت ہست اگر نامزروعہ باشد مزروع
سازد و اگر مزروع باشد سعی کند تا باعلی مرتبہ برسد و قریب صد شقدار

جہت این کار منصوب گشت پس بعضی از گرسنگان کہ مضطر بودند و بعضی دیگر کہ از غایت

حرص و طمع نظر بعاقبت کار نمی انداختند مشغل زراعت میشدند و مبلغہا بعنوان

تقاوی و انعام میگرفتند و آنرا صرف حوائج ضروریہ خود نمودہ منتظر سیاست بادشاہی

می نشستند و در مدت دو سال ہفتاد لک تنگہ از خزانہ خرچ آن کار شد“

۱۸ جہانگیر کے زمانہ مین دکہن مین زیادہ مشہور منتظم مال ملک عنبر حبشی

ملک عنبر حبشی

ہی سلطنت نظام شاہی مین ملک عنبر کے فروغ کا زمانہ ۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۶ء تک

رہا اوس نے راجہ توڈرمل کے آئین مالگزاری کو ممالک احمد نگر و اورنگ آباد اور اکثر اضلاع

برار و خاندیش مین رواج دیا اور دستور مستاجری بالکل موقوف کر کے برہمن

کارندون کے ذریعہ سے جو مسلمان افسرون کے تحت مین تہے مالگزاری

وصول کرنی شروع کی اور تشخیص مالگزاری مین بہی اصلاح کے اور رقبعی پیداوار

کی اوسط مین سے اک نرم و ملایم حصہ حق سرکار قرار دیا جو کہ بعد مین نقدی سے

بدلا گیا مرہٹی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ اسنے $\frac{2}{5}$ حصہ سرکار قرار دیا تہا مگر عام

طور سے یہہ بات زبان زد ہی کہ مالگزاری بشرح نقدی $\frac{1}{3}$ تہے - ملک عنبر نے

حقوق ملکیت و قبضہ داری اراضی بہی قایم و تسلیم کیے -

۱۹ ملک عنبر کے بعد داداجی کونڈیو نے (جو صوبہ بیجاپور کا حاکم تہا

داداجی کونڈیو

اور کاروبار مال مین آزمودہ کار تھا اوسکے ایام سیاست مین زراعت کی ترقی اور رعایا کی آبادی بہت ہوئی اضلاع اندا پور اور پارا بنی بھی شامل جاگیر ساہ جی ہو واداجی کوندیو کے تحت انتظام مین آگئی تھی) ملک عنبر کا آئین مالگزاری بدستور جاری رکھا اوسنے کھیت کی پیداوار واقعی سے اِک مناسب حصہ ہر سال تشخیص کر کے لینا شروع کیا اور جب غلّہ نہ لیتا تھا تو اوسکے عوض نقدی لیتا تھا یہہ دستور بندوبست استمراری اور شرح مقرری کے بر خلاف تھا اور ہمیشہ موسم کے اختلاف سے کمی بیشی ہوا کرتی تھی اور کبھی کبھی شرح بازار بھی مہنگی ہو جاتی تھی مگر حالات ملک اور کیفیت رعایا کے مناسب تھا۔

مرشد قلیخان

۲۰ شاہ جہان کے عہد مین مغلون نے ملک مرہٹواری پر فوج کشی کی تب علاوہ ممالک زیر انتظام ملک عنبر بقیہ صوبون مین توڈر مل کا آئین مالگزاری جاری ہوا چنانچہ مرشد قلیخان خراسانی کے ایام صوبہ داری دکھن مین شاہجہان کے حکم سے اضلاع شمالی دریائے بھیما مین یہہ نیا دستور جاری ہوا اور ہر ایک قطعہ اراضی کے بحیثیت استعداد پیداوار تشخیص جمع کی گئی جو بلحاظ خرچ زراعت و مقدار جنس مزروعہ کل پیداوار خام کے ساتوین حصہ سے لیکر نصف تک مختلف شرح کی تھی بعدہ جب سرکاری حصہ مین بجائے غلّہ کے نقدی

لیی جانے لگی اور پیمایش اراضی اور پرت بندی ہوکے ہر ایک کاشتکار کی
قطعات اراضی معلوم و متعین ہوگئی تب مع سرکاری کی شرح معین کل سالانہ
پیداوار ہر قطعہ اراضی کی چوتھائی مقرر ہوئی اور استمراری بندوبست کی
صورت ہوگئی انھین ایام مین سنہ فصلی بھی دکھن مین رایج ہوا —

دکھن مین کئی سن کا رواج تھا (۱) "شالیواہن" جس کا شروع زمانہ تخت نشینی
راجہ سالواہن سے ہوتا ہی جو پہلے صدی عیسوی ۷۸ء مین ہوا (۲) سال عربی
جسکا نام "سہور سن" اور عوام مین سور سن تھا اسکا رواج تغلق کے زمانہ سے
۷۴۵ھ ہجری مین ہوا (۳) "فصلی" اسکا رواج ہندوستان مین اکبر کے عہد مین سنہ ۹۶۳ھ مطابق
۱۵۵۵ء امیر فتح اللہ شیرازی عضد الدولہ کی تقویم سے ہوا — اِس سال کو سمت بکرماجیت سی
۶۴۹ سال کا فرق ہی اور سنہ عیسوی سے ۵۹۲ کا اور اگر شروع سال سے ۹ مہینے گذر گئے
ہون تو ۵۹۳ کا فرق ہی — دکھن مین یہہ سنہ شاہجہان کے عہد مین رایج ہوا
اور ہندوستان کے فصلی سنہ سے دو برس کے بعد ہی یعنے ہندوستان مین اندنون
سنہ ۱۲۸۴ فصلی ہی اور دکھن مین سنہ ۱۲۸۶ ف — اِس حساب سے دکھن کے سال فصلی پر ۵۹۰ بڑھانے سے
سنہ عیسوی حاصل ہوتا ہی — یہہ دونون سال شمسی ابتدا مین سنہ ہجری کے

۲۱ مرشد قلیخان کے مالی انتظامات اور تدبیر زراعت و تشخیص جمع کی سنجیدہ اور مدبرانہ کارروائی شاہ نواز خان مصنف تذکرہ

مطابقت سے شروع کیے گئے مگر آیندہ کی موافقت کی کوئی تدبیر نہین کی گئی - اب وہ ہجری سے مختلف ہوگئے ہین - (۴۴) "راج ابی شک"، یعنے سیواجی کی تخت نشینی کی تاریخ ۶ ہ جون ۱۶۷۴ء عیسوی سے

سورسن اور فصلی سنون کو سنہ مرگ بھی کہتے ہین یعنے کاشتکاری کے سال - یہہ سال بیساکھ کے آخر یا جیٹھ کے شروع مین انگریزی جون کے مطابق شروع ہوتا ہی گو یہہ ہندی مہینا قمری ہی مگر اسمین ہر چوتھے سال ایک مہینا "جسے ادھک مہینو کہتے ہین" بڑھا کر شمسی کے مطابق کر لیتے ہین اور ہر ۱۸ سال کے دورہ مین سے ایکسال کا ایک مہینا نکال دیتے ہین جسی کشی ماس کہتے ہین —

سرکار آصفیہ نظام مین ابتداے نظام الملک آصف جاہ غفران مآب علیہ الرحمہ کے زمانہ سے شروع سال فصلی مہر ماہ الٰہی سے شمار کیا جاتا تھا - اس زمانہ کے بعد تیر ماہ الٰہی سے جو مہر سے دو مہینے پیشتر آتا ہی ابتداے سال فصلی رائج ہوا - اور ۱۲۸۴ہ ہجری تک ایسا ہی دستور رہا - اس سال آخر الذکر مین بحکم نواب مختار الملک بہادر ابتداے سال فصلی سرکار آصفیہ مین غرہ امرداد ماہ الٰہی سے قرار پائی کیونکہ ابتداے مرگ یعنے آغاز بارش اسی مہینے سے ہوتا ہی

ماٰثرالامرا نے اس تمہید اور تفصیل سے لکھی ہی —

اور یہہ مہینا ہندی ساونون مہینے کے مطابق ہوتا ہی۔ سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین بحکم جناب نواب صاحب موصوف سال حسابی سے مطابقت کرنے کی غرض سے ابتداے سال فصلی غرۂ مہر ماہ الٰہی سے قرار پایا —

تمام ہندوستان مین فصلون کی ابتدا اور انتہا اور نیز انکے زمانہ قیام اور تعداد مین بھی اختلاف ہی — عموماً سال مین دو فصلین ہوتی ہین خریف اور ربیع مگر تلنگانہ مین چار فصلین ہوتی ہین خریف آبی ربیع تابی — اضلاع شمال و غرب ہند مین خریف کو ساونی اور ربیع کو اساڑھی کہتے ہین — بنارس اور مشرق اَوَدھ مین خریف کو اساڑھی اور ربیع کو ساونی کہتے ہین — ایک جماعت نے تو اساڑھ مین ہل چلانے سے شمار کیا اور دوسرے نے اساڑھ مین بونے سے حساب کیا ہی — اساڑھ کا مہینا ہندی سال مین تیسرا مہینا ہی — جو انگریزی مئی جون اور جولائی مین آتا ہی اور برسات کے موسم کا پہلا مہینا ہی اس مہینے مین کاشتکارون کو بہت کام رہتا ہی — ایک پرانی مثل ہی (اساڑھ نا ندھے ہاتھی باندھے — ساونون نا ندھے گھوڑا باندھے — بھادون نا ندھے کنبے باندھے) یعنے اگر اساڑھ مین کشتکاری کرے تو کثرت پیداوار سے صاحب فیل ہو جاوے اگر ایک مہینے بعد شروع کرے تو صرف گھوڑے کا مالک ہو جاوے اور اگر بھادون مین تو سارا خاندان غلام ہو جاوے —

"باید دانست کہ در ممالک فسیحۃ المسالک سیر حاصل زرخیر دکن تشخیص جمع مال بر سر بیگہ و مساحت اراضی بہ جریب و تفریق زمین ہا و تقسیم اجناس حبوب و بقول درمیان ہنود کشاورز و مزارع انچہ بیک قلبہ وجفت گاؤ میتوانست و ہر جنسے کہ میخواست بر سر قلبہ جزیے باختلاف بلاد و پرگنات بحاکم میداد باز پرس کمیت و کیفیت نمی شد ـــــ

کہین تو پانچ مہینے خریف اور پانچ مہینے ربیع کے لئے جاتے ہین جیسے کہ زبدۃ القوانین اور کتاب راج روپ مین لکھاہے - اور کہین آٹھ مہینے خریف اور چار مہینے ربیع کے لئے جاتے ہین جیسے کہ کتاب دیوان پسند مین ہے ـــ اور چونکہ خریف کا کٹنا اور ربیع کا بویا جانا اور اکثر دونون فصلون کی کاشت ایک ساتھہ شروع ہوتی ہے اس نظر سے ٹہیک ٹہیک نہین کہہ سکتے کہ دوسری فصل کب سے شروع ہوتی ہے کتاب دستور العمل مین (جو غالباً ابو الفضل کی تصنیف ہے) لکھا ہے کہ صوبۂ بنگال مین خریف کے نو مہینے اور ربیع کے تین مہینے ہین اور اوڑیسہ مین خریف کے دس مہینے اور ربیع کے دو مہینے ہوتے ہین ـــــ

مرہٹواری کے ملک مین خریف چار مہینے اور ربیع چار مہینے ہوتی ہے اور باقی چار مہینے خالی ہوتے ہین - اور تلنگانہ مین خریف کی انتہا چار مہینے اور آبی کی

تا پس از انکه این ولایت بروزگار ممتد بفوج کشیهای متوالیهٔ سلاطین ہندپے سپر گردید
و رعایا از نام مغول و معامله نو ترسان و ہراسان گشته ترک اوطان گرفت و امساک
باران و قحط چندین ساله سرباز گردید و ویرانی بمرتبه انجامید که اعلی حضرت با انکه در سال
چہارم سی و چہل کرور دام از اصل صوبه خاندیس تخفیف دادند بحالت اصلی نگرائید تا آنکه
نوبت بمرشد قلیخان رسید خان مذکور از کارطلبی و دقّت پژوہی برای صواب اندیشی
خود دستور العمل راجه تو ذرمل را که در زمان عرش آشیانی احداث یافته بود و در ہندوستان
مروج گردیده بتازگی درین مرز و بوم برروی کار آورد و نخست در فراہم آوردن رعایای
متفرق کوشش تمام بکار برد و جابجا امنای فہمیده و عمال متدین متعین نمود که اراضی
اکثر پرگنات را به پیمایش درآوردند که آنرا رقبه خوانند و تفریق شایان زراعت و کوه و نالہ
که بکار قلبه رانی نمی آمد نمود و ہر دیہه که مقدم نداشت و وارثان او از صدمات حوادث
مفقود الاثر بودند مقدمی آنجا بہرکه از احوالش جوہر استعداد آبادی و پرداخت رعایا۔

انتہا دو مہینے (مگر خریف اور آبی کی تخم ریزی قریب قریب ساتھ ہوتی ہی) اور ربیع کی انتہا
دو مہینے (مگر اسکی تخم ریزی خریف کے فصل مین ہوتی ہے) اور تابی کی انتہا چار
مہینے (اور اسکی تخم ریزی ایام فصل ربیع مین ہو جاتی ہے)

۲ بجای نشان ص
ر کارطلبی نقطه
ر طبع نشد
بدا از نقطه
خوانده شود
ر کارطلبی و دقت

دریافت نمود مقرر کرده سرگرم کشت وکار ساخت وبرای خرید گاو ودیگر باحتیاج زراعت مبلغی از سرکار داده که آنرا تقاوی گویند به عمال گفت که انرا برسر فصل بوصول در آرند۔

و معاملت با کشاورز بر سه قسم نمود

اولاً تشخیص بر بسته که معمول زمان قدیم نیز بود

دوم تقسیم غله که آنرا بٹائی مینامند و آن نیز بر سه گونه است

اول هرچه از باران تا هنگام درَو برادر رسد بالمناصفه قرار داد و درانچه از آب چاه برادر رسد اگر جنس غله است سوم حصه از سرکار و دو حصه از رعایا وسوای غله که از انگور و نیشکر یا زیره و اسبغول مختلف است نظر بر خرچه آب کشی و ایام تیاری آن از نهم حصه تا چهارم حصه برائے سرکار و باقی بر عیت سوم انچه از آب کاریز و نهرها از دریا بریده بزراعت سر دهند و انرا پاٹ خوانند بخلاف چاهی بکم و زیاده مختلف قرار داد

عمل سوم جریب بود که بریع هر جنس از حبوب و بقول و فواکه که نظر بر نرخ و چندی و چگونگی حصول و محنت از هنگام زراعت تا حصاد آن کرده فی بگهه چیزے معین نموده بعد جریب آنرا باز یافت نمایند

(۲۲) "محمد ہاشم عرف خافی خان نے (ذیل سوانح سال بیست و ششم
مطابق سنہ ۱۰۶۲ ہجری) شاہجہان کے ذکر مین لکھا ہی —
بعد رسیدن سعد اللہ خان از قندہار و نظر بماہ مبارک
رمضان روانہ دار الخلافہ شدند و مرشد قلیخان را بدیوانی کل دکن و محمد صفی
پسر اسلام خان را بہ بخشیگری و واقعہ نگاری دکھن مامور و مرخص ساختند
اگرچہ ہر دو نام بردہ بانواع خوبی و صفات موصوف بودند اما در تعلقہ دکن
محمد صفی در اکثر مقدمات بر منصبداران سختی نمودہ بناے بعضی بدعت ہا
گذاشت و مرشد قلیخان بند و بست دیوانی را بدستوری کہ در عہد اکبر بادشاہ
تو ڈرمل بناے دستور امور ملکی گذاشتہ بود در دکن سر رشتہ و دبارہ تشخیص
جمع ہا ل بتعین تفریق جنس اقسام غلہ و بقولات انچہ از باران بہم رسد و ہرچہ از
آب چاہ و کاریز پیدا شود نظر بر قیمت ہر جنس و دستور بٹائی و نمودن اراضی
کہ بیگہہ و پرتن و نتن و بسوہ باشد نوعی نمودہ کہ تا بقاے روزگار دستور العمل
عمال و زمیندار خواہد ماند" (ص ۷۱۴ تاریخ منتخب اللباب مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۶۹)
اور بھی سنہ ۱۰۶۶ کے ذکر مین بصفحہ ۷۳۱ لکھا ہی مرشد قلیخان را کہ سابق دیوان
بالاگھاٹ دکن بود دیوان مستقل چہار صوبہ دکن ساختہ برای پرداخت آبادی

ملک مفتوحہ حال ومحال ویران گشتہ سابق نظر بر جوہر و وقوف کاردانی او تاکید
زیادہ فرمودند۔ مرشد قلیخان بعد رسیدن دکن ترود وسعی در پرداخت واستمالت
رعایا و آبادی ملک آنچہ بکار بردہ و تمام اراضی بنجر و مزروع کل محالات بہ پیمایش
در آوردہ از سر نو نظر بر محصولات جنسی کہ از غلہ و فواکہ و ترکاری از باغات
یعنی از آب چاہ و کاریز و آب باران بہم میرسید ربع ہمہ را از روے
جزرسی و غور کہ بر احدے میل و حیف نرود گرفتہ دستور العمل نقدی و بٹائی
قرار دادہ در افزونی محصول مال سرکار و پرداخت رعایا کوشید۔

۲۳ مرشد قلیخان کا تقرر دیوانی بالاگہاٹ دکہن پر سنہ ۱۰۶۳ ہجری مین اور
دکہن کے چارون صوبون پر سنہ ۱۰۶۶ھ مین ہوا اور اورنگ زیب اور جسونت
سنگہ کی لڑائی مین (سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین) قتل ہوا اور اس حساب سے مرشد قلیخان
کی صوبہ داری دکہن کی مدت چھہ سات برس ہوتی ہی مگر گرانٹ ڈف مورخ
مرہٹہ نے لکہا ہی کہ مرشد قلیخان بیس برس تک انتظام مالگذاری و بندوبست
کی تکمیل مین مشغول رہا (تاریخ مرہٹہ ص ۵۷ سنہ ۱۸۷۳ع)

۲۴ شاہ نواز خان مصنف مآثر الامرا نے لکہا ہی کہ دکہن کے تین یا چار
صوبون مین جہان تک سلطنت مغلیہ تہے یہ بندوبست بنام زد دہارہ مرشد قلیخان مشہور

ہوا اگر گرانٹ ڈف نے لکہا ہی کہ اس انتظام مالگذاری کا نام "تنکہ" کہلاتا ہی اور تنکہ
سکہ سیمین ہے جسی تو ڈرمل نے بجای ٹنکہ سکہ مسی کے زر مالگذاری مین لینا شروع کیا
تہا"۔ (ص ۷۵ تاریخ مرہٹہ) تنکہ سکہ مس اور تنکہ سکہ سیمی دونون فارسی ہین اور تنخواہ
جاگی کو کہتے ہین یعنے ماہانہ نوکرون کو ملتا ہے چونکہ بادشاہون کے عہد مین
ایسا دستور ہوگیا تہا کہ ماہانہ کی عوض مین اُسے مقدار کی محاصل کی قطعات اراضی
اونکو عطا کئے جاتے تہے لہذا اس محصول اراضی کا نام تنخواہ (تنکہا) جاگیر ہوگیا —

۲۵ خافی خان نے راجہ تو ڈرمل کے ذکر وفات مین لکہا ہی (نسخہ قلمی کتب خانہ
نواب مختار الملک بہادر) "در عہد سابق سوای سکہ فلوس رواج نداشت برای مردم
عمدہ مثل ایلچیان و مقربان حضور و شعراء و ارباب طلب بوزن فلوس از نقرہ کہ بمس
آغشتہ مسکوک نمودہ آن را بہ تنکہ و نقرہ موسوم می نمودند بانعام و بخشش مے آوردند
و سابق با مرائی معزز و سپاہ در وجہ علوفہ پل سیاہ می دادند تو ڈرمل خلاف
شان بادشاہان دانستہ روپیہ را موافق رائج الوقت کہ چل فلوس بود چل دام قرار
دادہ مطابق جمع سابق و ربع محصول پرگنات ضبطی حال بارباب طلب امراء و
منصبداران تنخواہ نمودہ آن را باقطاع کہ الحال بجاگیر نامند موسوم ساخت"۔

۲۶ عالمگیر کے عہد مین راجہ سیواجی نے انتظام مالگذاری ملک مرہٹہ مین دادا جی

کونڈیو کے اصول کا تتبع کیا۔ زراعت کے پانچ حصون مین سے دو حصے مالگذاری مین لیئے اور مستاجری بالکل بند کردی اور رعایا سے بلا توسط مستاجر مالگذاری تحصیل کرلیتا تھا۔ ہر دو یا تین تین گانون پر ایک کارکن مقرر تھا اور کئے گانون کا مجموعہ جو طرف یا تعلقہ کہلاتا تھا اسپر ایک طرفدار یا تعلقدار مقرر تھا۔ جو برہمن یا پربہو ہوتا تھا اور اوسکے ساتھ ایک مرہٹی حوالدار ہوتا تھا جسکے تحت مین اک یا کئے قلعہ بھی ہوتے تھے اسمین زر مالگذاری یا غلہ بٹائی جمع رہتا تھا۔ سیواجی نے کسی دیسمکھ اور دیسپانڈیون کو انتظام اراضی مین دخل نہین دیا اور نہ اوسنے انکو اپنی رسوم دیسمکھی یا دیسپانڈیہ گری خود وصول کرنے دی جب اونکے حقوق و رسوم کی تعداد حساب سے معین و معلوم ہوجاتی تھی تب وہ ہر سال اس رقم کے دیئے جانیکا ایک حکم جاری کردیتا تھا اسکے عہد مین پٹیل و پٹواری کی سخت نگرانی ہوتی تھی اور گو سیواجی کے عہد حکومت سے رعایا بہت خوش رہتی تھی مگر گانون اور ضلع کے اہلکار اس سے تنگ رہتے تھے سیواجی کو یہہ دستور بھی پسند نتھا کہ فوجی اور ملکی خدمتون کے صلہ مین یا معمولی مشاہرون کے ادا کرنیکے لئے کوئی قطعہ اراضی دی دیا جاوے تاکہ اسکے زر مالگذاری سے وہ اپنی تنخواہ وغیرہ وصول کرلیا کرین اسلئے کہ اس سے سلطنت مین ضعف آجاتا ہے ــــ

اراضی اور تشخیص دہارہ کا رواج جاری رہا مگر اونھون نے اسی اصول مقررہ اور تشخیص سربستہ پر جو تنخواہ کہلاتا تھا بہت کچھہ اضافہ کرلیا تھا۔ جمع سابق کا نام عین اور اضافہ حال کا نام توفیر اور دونون کے مجموعہ یا کل جمع کا نام کامل رکہا۔ اور انکے تشخیص جمع کا دستور یہہ تھا کہ کل گانون کی حیثیت اور مقدار اراضی وکیفیت پیداوار دیکھکر ایک مجموعی جمع باندہ دیتے تھے اور اسکی تقسیم وتفریق حصہ رسدی ہراک کاشتکار کی حیثیت کے مناسب اہلکاران دیہ مثل پٹیل وپٹواری کی رائے اور تجویز پر چھوڑ دیتے تھے۔ زمانہ سابق کی خوش انتظامی اور پیداوار کی فراوانی سے مرہٹون نے اضافہ جمع کا خیال تو درست کیا کیونکہ ملک کی ترقی سے جب کہ کوئی معاہدہ مانع نہو سرکار اپنا حصہ لینے کی مستحق ہی مگر اونہون نے بجای اسکے کہ اعتدال سے اضافہ کرین دفعۃً اضافہ کی مقدار اقصای غایت تک پہنچادی اور اسکے وصول مین سنگینی جمع کے وجہ سے دقت پڑنے لگی تو مستاجری کے رواج مین کثرت ہونی لگی اور اس سے کاشتکارون کو اور بھی سختی اور مصیبت اوٹھانی پڑی مستاجرون نے کئی اک اور رقمین اضافہ توفیر پر بھی اپنے

فایدہ کے لیئے زیادہ کین جکا نام باہتی کہلاتا تھا۔

۲۸ دکھن مین عموماً انتظام مالگزاری یا مستاجری کے ذریعہ سے ہوتا تھا جسکی دو صورتین ہین تعہد سر بستہ یا بالقطعہ اور یا بعنوان امانی مقطعہ مین کل پرگنہ کی جمع مقرری پر مقطعدار کو قول دیا جاتا تھا۔ امانی کی یہہ صورت تھی کہ جسکو کوئی پرگنہ تفویض ہوتا تھا وہ رقم مالگزاری سرکاری بعنوان تشخیص تحصیل خام سرکار مین داخل کرتا تھا اور انتظام فوجداری پرگنہ بھی اسکے ذمہ ہوتا تھا۔ اِس عنوان امانی مین اگر عملہ بھی امانت دار کا ہو تو اوسکو حق السعی مع خرچ عملہ ۲ ر فی روپیہ ملتا تھا۔ اور اگر عملہ سرکاری ہو تو اوسکو صرف ۳ پائی یا کم و بیش حق التحصیل ملتی تھی۔ یہہ لوگ یعنی تعہد دار یا امانت دار جو تعلقدار بھی کہلاتے تھے نہ تو سرکار سے تنخواہ پاتے تھے اور نہ انکے قبضہ داری کی کوئی مدت معین تھی اکثر باقیداری کی بابت اونکی مقطعداری یا امانت داری موقوف ہو جاتی تھی۔ اول تو رقم تعہد کی مقرر کرنے مین ہی پرگنہ کا یا گانون کی حیثیت کا کچھ خیال نہین ہوتا تھا اور دوسرے اوسپر تعہد دار یا امانت دار کی بد قولی نہایت ہی ناواجب ہوتی تھی۔ کاشتکارون کو کاشت پر ترغیب دلانے کو

پہلے منتظمانِ دیہہ نرم اور ملایم جمع پر قول دیتے تھے مگر ہمیشہ قول شکنی کا ارادہ ضرور دل مین رہتا تھا اور جب فصل تیار ہوتی تھی تو قول بندی کا کچھ خیال نہین کرتے تھے اور جو کچھ بالجبر یا فریب سے مل سکتا تھا لے لیتے تھے۔

۲۹ مستاجرون کے ذریعہ سے مالگزاری اراضی کا انتظام کرنا خصوصًا جبکہ عدالت دیوانی اور فوجداری بھی اِنھین مستاجرون کے ہاتھ مین ہو سب سے بڑا انتظام سمجھا جاتا ہے۔ جناب نواب مغفرت مآب نظام الملک آصف جاہ (اول) مستاجری کے انتظام کے بہت خلاف تھے اور اسکے اصلاح کے لیئے اپنے ایام وزارت مین محمد شاہ بادشاہِ دہلی سے عرض کی تھی+۔ مگر جیسا کہ ہر ملک مین دستور تھا دکھن مین بھی انتظام مالگزاری اراضی مستاجرون کے ذریعہ سے رہا ایسے لوگ تعہدوار کہلاتے تھے اور مستاجری یا تعہد کو (جسکی دو قسمین تھین بستہ اور بالمقطع) کہتے تھے۔ اِن الفاظ کی تشریح و تعریف فصل آیندہ مین مذکور ہوگی

+ روزی نظام الملک بہادر باظہار خیرخواہی بعرض رساند کہ اولًا نام اجارہ محال خالصہ کہ باعث خرابی و ویرانی ملک گردیدہ برطرف باید نمود ۱۲ خافی خانی ج ۲ ص ۹۴۸ —

اِس ملک مین جیساکہ اعلیٰ حضرت فردوس آشیانے یعنی شاہجہان کے زمانہ مین اراضی کی پیمایش اور تشخیص ہوکر جمع کامل قرار پائی تھی اس رقم کے لحاظ سے تعلقات جمع مقرری پر بعنوان سربستہ و تعہد تعہدداروں اور مقطعداروں کو دیے جاتے تھے کہ فصل بفصل رقم مقرری اداکرین جسمین نہ کمی ہوگی نہ زیادتی اِس صورت مین تعہدداریا مقطعدار تمام مصارف تحصیل و عملہ اپنے انتظام سے دیتا تھا اور کاشتکار و رعایا سے جسقدر روپیہ ممکن ہوتا تھا وصول کرتا تھا نہ رعایا کو زیادہ ستانی کی دادرسی کا کوئی موقع ملتا تھا (البتہ کہین کہین ایسا ہوا کہ رعایا نے دیہات چھوڑ چھوڑ کے بلدہ مین آکے شکایت کی اس صورت مین اگر شنوائی ہوی تو یا تو رعایای شاکی کو کچھ اخراجات دیکر رخصت کردیا اور یا تعہددار سے تعہد نکال لیا) اور نہ باقیداری کی صورت مین تعہددار یا مقطعدار کو کوئی قانونی سبیل تھی اور جب تعہددار خود باقیدار رہتا تھا تو جمعیت متعینہ کو وصول کرنے کا حکم ہوتا تھا وہ تعہددار کو تنگ کرکے وصول کرلیتی تھی یا اسی جمعیت کی تنخواہ کا حکم اس علاقہ پر دیدیے تھے کہ زرباقی تنخواہ جمعیت مین مُجرا ہوجاتا تھا اور انتظام مقدمات دیوانی و فوجداری اور تصفیۂ مقدمات مالی سب انکی ذات کے متعلق ہوتا تھا

انتظام اثانی مین تو سرکاری ملازمون کو جو تعلقدار کہلاتے تھے فی روپیہ ۲ آنہ مصارف منہا کر کے تحصیل مالگزاری کا انتظام سپرد کیا جاتا تھا ۔ وہ لوگ زر وصولی مین سے ۲ر فی روپیہ خرچ ستہ بندی و دیہہ صادر مجرا کر لیا کرتے تھے ۔ اور تحصیل کی کمی بیشی کا نفع نقصان سرکار سے متعلق تھا اور رقم تحصیل بعنوان تشخیص و تحصیل خام بعد وضع اخراجات سرکار مین داخل ہوتے تھے ۔

اضلاع مرہٹواری مین تو تعہد اور سربستہ کے طور پر بلا قید تعداد اراضی مزروعہ بطور اندازہ جسے مقطعہ بہی بولتے تھے رقم تعہد مقرر ہو جاتی تھی اور تلنگانہ مین شالی زار کے لیئے بٹائی کا دستور جاری تھا اور خریف کے لیئے نقدی بیگھاون بطور اندازہ اور یہہ دونون دستور اصول انتظام مالگزاری کے خلاف تھے ۔ اور تعہدارون کی بدقولی اور تفاریق جبر سے ابواب زاید مراد ہین بدستور سابق کے بدنظمی اور رعایا کی تباہی پیدا کرتے تھے ۔ تشخیص مالگزاری کا کوئی مقرر اصول یا معقول قاعدہ نہ تھا ۔ کبھی جہان بٹائی تھی فی کھنڈی ۱۰ من ۱۲ من ۸ من لیتے تھے غلہ کو محصولدار کی تفویض مین سرکاری کوٹھہ مین رکھتے تھے

اور نرخ بازار پر ساہوکارون کے ہاتھ بیچتے تھے —
یہی کیفیت سرکاری تعلقدارون کی تھی جو ساہوون اور شقدارون کی معرفت انتظام کرتے تھے وہ کل موضع کی جمع سابق کے محاصل سے مقدار بڑھا کے پٹیل و پٹواریون کے ذمہ اسکا وصول متعلق کرتے تھے اور وہ اپنے اختیار سے بلا قاعدہ و تمیز اسامیون پر تقسیم و تفریق کر دیتے تھے —

۳۰ خافی خان نظام الملکی نے اپنے تجربہ سے انتظام مالی کی خرابی جو مستاجرون اور تعہدارون کی وجہ سے ہوتی تھی اسطرح پر لکھے ہے

"اما بر عقلاے باہوش تجربہ کار ظاہر است کہ الحال موافق تقاضاے وضع روزگار طریقۂ غور امور ملکی و رعیت پروری و آبادی ملک و افزونی محصول ازمیان برخاستہ و عمال اجارہ دار کہ مبلغ ہا خرچ دربار دادہ بر سر محالات میروند و باعث وبال حال رعایاے مالگزار میگردند و آنہارا اصلا نظر بر آبادی ملک و خرابی حال رعایا نیست و از انکہ اعتماد بر بحال ماندن سال دیگر بلکہ تمام سال ندارند ہر دو حصہ

محصول را فروختہ میگیرند۔ ورنہ ہے خداترسی کہ برہمین ظلم اکتفا نمودہ
کار بفروختن گاؤ و ارابہ کہ مدار قلبہ رانی برآنست نرسانند۔ وباز بخرج
دربار وستہ بندی و نقصان تعہدی کہ نمودہ وفا نماید بسباط باقی ماندہ
رعایا را حتی کہ اشجار میوہ دار و زمین ملکی و موروثی آنہا را بفروش نیارد
و تاخت و تاراج مفسدان آن نواح علاوہ ویرانی ملک و خرابی حال رعایا
میگردد۔ از آنست کہ دہ کروہ بیست کروہ زمین نامزروع افتادہ بجاے
زراعت اشجار خاردار دامنگیر مسافران و نشتر جگر جاگیرداران بسیر و پایہ است
بسیار پرگنہ و قصبجات سیر حاصل بمرتبۂ خراب و ویران از تعدی حکام بد انجام
گردیدہ کہ بیشۂ شیر و مسکن سباع گشتہ۔ و آنقدر دیہات خرابۂ محض و بیچراغ
شد کہ نام آبادی راہ ہا برخاستہ۔ اگرچہ از شامت نفس و رعایا و تقاضاے
ایام بد فرجام کہ روز بروز ملک زیادہ ازین خراب بشود و رعایا پائمال
جور و جفاے عمال بد مآل گردند۔ جاگیرداران گرفتار و بال آہ عیال
مزارعان مظلوم گردند اما ظلم و تعدی و بیداد حاکمان از خداے بیخبر
بجائے رسیدہ کہ اگر خواہد عشر عشیر آنرا با حاطۂ بیان آرد از سر رشتۂ
کلام دور می افتد۔ درصورتیکہ یکے از عمال کہ فی الجملہ اندیشۂ روز جزا

داشتہ باشد و خواہد برخلاف دیگر ظلم پیشگان سختی و تعدّی را جزو اعظم شیوۂ عاملی نداند و ترحمی بر حال رعایا نماید و در پرداخت حال رعیت مالگزار و افزونی محصول سال بسال و نیک عاقبت مآل کار خود و فرزندان خود داند مردم روزگار اور امطعون ساختہ از جملۂ بیوقوفان ناکردہ کار محسوب مے نمایند۔ و اگر خدانکردہ سال را تمام نرساند و تغیر گردید خراب و پامال خرچ سہ بندی وغیر ذلک گشتہ بوبال نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ گرفتار مے گردد چنانچہ مکرر بر مسودہ اوراق گذشتہ" (ص ۱۵۷ و ۱۵۸ - ج ا مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۸ء)

۱۳۱ شروع ۱۸۲۱ء میں بعہد ریاست نواب سکندر جاہ مغفرت منزل و پیشکاری راجہ چندو لال و بمشورۂ صاحب عالی شان رزیڈنٹ بہادر یہہ تجویز ہوا تھا کہ ممالک حضور نظام کا بندوبست میعادی کر دیا جاوے اور نوعیت بندوبست موضعواری اختیار کیجاوے اور ہر ایک گانوں کے اہالی و موالی سے بندوبست کا تعہد یعنے اقرارنامہ ادائے مالگزاری لیا جاوے یہہ امر اسوقت سرکار میں تسلیم ہو گیا تھا کہ بندوبست اراضی ملک کی بہبودی اور سرسبزی اور رعایا کی خوش حالی و فراغبالی کا ایک عمدہ ذریعہ اور مناسب تدبیر ہے

اور یقین کر لیا گیا تھا کہ رعایا پر سے ستاجرون یا تعلقدارون کی زیادہ ستانی
اور آزار رسانی کا علاج بندوبست اراضی سے زیادہ مفید اور موثر اور کوئی
تدبیر نہوگی ۔ اِس تدبیر سے ستاجری اور تعلقداری کی سب خرابیان
اچھی طرح سے رفع دفع ہوسکتی ہین کیونکہ ستاجری مین سرکار اور رعایا
دونون کا نقصان عظیم تھا ہر ستاجر اپنے اپنے دَوْر مین نہایت
بے رحمی اور بدمعاملگی سے جہان تک ممکن ہوتا تھا رعایا کو زیادہ ستانی
سے نادار کر دیتا تھا اور یہہ امر رعایا کی پریشانی اور تنگ حالی سے آیندہ
کے لیے سرکار کے نقصان مالگزاری اور ملک کے تنزل کا باعث ہوتا تھا۔

۳۲ یہہ قرار پایا تھا کہ ممالک کثیر الاضلاع سرکار آصفیہ مین
سے اضلاع شمالی مین برار کا بندوبست صاحب رزیڈنٹ بہادر کے اہتمام
سے انگریزی افسرون کے ہاتھہ سے کیا جاوے اور اضلاع جنوبی کا
بندوبست راجہ چندو لال کی نگرانی مین کیا جاوے ۔ صاحب رزیڈنٹ بہادر
کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ رعایا نے اِس بندوبست کو بکشادہ پیشانی
وبخوشی تمام قبول کیا۔ رعایا کو اگر اندیشہ تھا تو یہی تھا کہ بدقولی نہووے۔

۳۳ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آخر سال تک اکثر اضلاع واقعہ

شمال دریاے گوداوری مین مع برار اور نیز مغربی سرحد پر سے جو دریاے
مذکور کے جنوب مین واقع ہی کئی مقامون پر بندوبست اراضی ایک مدت
معین کے لیے ہوگیا تھا اور جنوبی اور مشرقی اضلاع مین راجہ چندولال
نے اونھین اصول پر بندوبست کیا تھا جن پر اضلاع شمالی مین
کارروائی ہوئی تھی —

۳۴ ہمکو جہان تک اس بندوبست کے متعلق حالات معلوم
ہوے ہین اوسنے پایا جاتا ہی کہ اس بندوبست مین پیمایش اور
پرت بندی نہین ہوئی صرف اداے جمع سرکاری کا تعہد ایک مدت
معین تک کے لیئے بطور قول بندی ہوگیا تھا — اور اصلی منشأ سرکار کا
اس سرسری بندوبست یا انتظام قول بندی سے شاید یہہ نہ تھا کہ
جمع سرکاری مین افزایش اور تعداد رقبہ مزروعہ کے حساب اور استعداد
اراضی بحق پیداوار کی مناسبت سے جمع کی تشخیص کیجاوے بلکہ یہہ منشأ تھا کہ مطالبہ
سرکاری کی ایک حد معین ہوجاوے تاکہ رعایا کو مستاجرون اور تعلقدارون
کی نوچ کھسوٹ سے نجات ملے گو اوسکے ذیل مین یہہ بھی مدنظر تھا کہ
حق سرکاری بھی جہان تک واجبی ہو ضایع نہ جاوے —

۳۵ یہہ تجویز ہوا تھا کہ ہر گانوٗن کی جمع مقرر ہوکر بندوبست اور
تعہد اداے مالگزاری وہان کے پٹیل (یا مقدم) سے کیا جاوے
وہ سب اہالی و موالی دِہ کی طرف سے وصول اور اداے مالگزاری کا
ذمہ دار قرار پاوے۔ اصول بندوبست تو یہی قرار پایا تھا خصوصًا
اضلاع برار کے لیئے مگر بعضے بعضے اضلاع مین مقدمون اور پٹیلون کے
ساتھہ بندوبست ہونا مناسب یا ممکن نہ تھا کیونکہ وہان دیسمکھون یا
زمیندارون کا دخل و تصرف بہت تھا لھذا انھین کے ساتھہ بندوبست
اداے مالگزاری کا قول و قرار لینا ضروری سمجھا گیا اور ایسی صورتون
مین اِس بات کی رعایت رکھنے کی بڑی ضرورت سمجھ کے ہدایت کی گئی
کہ اصل منشأ تحدید رقم سرکاری ذمگی کاشتکار یا رعیت کا انتظام قرار واقعی
کردیا جاوے ایسا نہو کہ دیسمکھہ یا زمیندار اپنا مطالبہ غیر محدود قرار
دیکر زیادہ ستانی شروع کرین لھذا یہہ تجویز ہوئی تھی کہ دیسمکھہ یا زمیندار
اپنی طرف سے مقدم یا پٹیلون کو یا کاشتکارون کو جیسی کہ صورت ہو
قول یا پٹہ لکھدین اور اسمین جتنے برسون کے لیے بندوبست کیا گیا
ہی اُوتنے برسون کے لیئے کاشتکار سے رقم دہارہ معین اور

مقرر کر لین ــ کیونکہ اگر صرف یہی کیا جاوے کہ سرکار اپنی رقم یافتنی کو محدود کرے اور کسی دلیسمکھہ یا اور شخص متوسط سے قول بندی کرے اور اوسکے اختیار کو رعایا کی نسبت غیر محدود چھوڑ دے تو وہ ہی خرابی ہوگی جسکے تدارک اور انسداد کے لیئے تدبیر کی گئی تھی ــ

۳۶ اسی طور سے یہہ بھی تجویز ہوا تھا کہ جب مقدمون یا پٹیلون سے بندوبست اراضی کیا جاتا ہی تو اوسی وقت یہہ بھی مقرر کر دینا چاہیئے کہ یہہ لوگ رعایا اور کاشتکارون سے کس طور پر سلوک کرین اور اون سے کسقدر زر لگان یا دھارہ وصول کرین غرض کہ اونکی رقم بھی جو کاشتکارون سے اونکو وصول ہوتی ہی محدود کر دینی چاہیئے ــ کیونکہ سرکار کے عمدہ اصول تو یہہ ہین کہ وہ رعایا کی بہبودی اور آسایش کے خواہان رہے ــ اور اونکو خود اپنے اہلکارون کے تصرف اور نیز پٹیلون اور دلیسمکھون کی خورد و برد سے بچاوے ــ

۳۷ اِس وقت مین صاحب رزیڈنٹ بہادر نے تشخیص جمع کے لیئے یہی چند ہدایتین اہلکاران بندوبست کو ارسال کی تھین

جنکا منشأ یہہ تھا کہ تشخیص جمع کی کارروائی مین لازم ہی کہ حالات دریافت کرنے کی غرض سے گذشتہ برسون کی رقم مالگزاری اور سابق کی رقم کامل پر اطلاع حاصل کیجاوے مگر حال کی تشخیص کو اسپر مبنی نکرنا چاہیئے بلکہ حال کی حیثیت اراضی اور رسم ورواج گانون کے مطابق بلالحاظ رقم سابق تشخیص کرنا چاہیئے - خوش انتظامی اور تکمیل تو اسمین ہی کہ سرکار اپنا حق پورا لینے مین ساتھہ ہی رعایا کی رفاہ کی بھی تدبیر کرد ے اور جہان سرکار کے حق حاصل کرنے مین رفاہ رعایا مین خلل آتا ہو تو وہان سرکار کو اس عارضی یا چند روزہ نفع سے قطع نظر کرنا چاہیے اور صرف اپنے نفع ذاتی پر جو کہ رعایا کی برومندی اور رفاہ سے ناقابل جدائی ہی نظر رکھنی چاہیئے -

۳۸ بندوبست کی کارروائی صرف اسیقدر تھی کہ جمع مُشخصہ بر شخص تعہد کرنے والے کو پٹہ دیکر اوس سے قبولیت لیجاتی تھی -

۳۹ میعاد بندوبست کے لیئے کوئی خاص مدت مقرر نہین کی گئی تھی بلکہ حسب مصلحت کہین بڑھائی گئی اور کہین گھٹائی گئی اور تجویز ہوئی کہ جہان ایسا معلوم ہو کہ اس بندوبست سے حق سرکار پورا پورا

وصول نہین ہوتا وہان میعاد بندوبست کم کرنی چاہیئے اور غالباً ۳ برس
سے زیادہ نہو اور جہان کہ حق سرکار پورا پورا وصول ہونے کا خیال ہو
تو بندوبست کی میعاد دس برس بارہ برس بیس برس یا اس سے زیادہ
رکھنی چاہیئے اور جہان یہہ معلوم ہو کہ اسمین جمع مشخصہ منتہاے
غایت تک پہونچ گئی ہی اور اسمین آیندہ اضافہ کی توقع نہین ہی تو اس
بندوبست کی میعاد پچاس برس بلکہ سو برس ہونی چاہیئے بلکہ استمراری
کردینی چاہیئے بشرطیکہ دوران زمانہ مین نرخ کا تعین اور زرِ نقد کی
قدر وقیمت مین اختلاف ہو جانے سے آیندہ کبھی اس رقم جمع کو
نامناسب نہ سمجھا جاوے گو فوراً قابل تشخیص جدید نہ سمجھی جاوے
مگر چونکہ ایسی صورت نادر الوقوع ہی تو میعاد بندوبست اس مرتبہ تک
کم کیجاوے کہ اسکے اثنا مین ترقی مناسب کا موقع ملے —
جب کہ ہر سال کے لیئے رقم جمع یکسان ہو اور ترقی کی توقع نہو
میعاد بندوبست پانچ سال کی ہونی چاہیئے اسکی بہت احتیاط
کی گئی کہ مستاجرون اور ٹھیکہ دارون سے بندوبست نہ کیا جاوے
مگر جب پٹیل یا دیسمکھ سرکار سے معاہدہ جمع نکرے تو بناچاری قدیم

مُستاجرون سے رجوع کرنا پڑے گا کیونکہ ہر کاشتکار سے معاہدہ
کرنا دشوار ہی مگر تاہم مُستاجرون سے بچنا چاہیئے —
۴۰ — یہہ عمل یعنے بندوبست اراضی بطور قول بندی کمشنران
انگریزی کے ذریعہ سے سات آٹھ برس تک رہا اور غفران منزل
نے اپنی ابتداے ریاست ہی مین کمشنران انگریزی کو برخاست
کر دیا — اس انتظام قول بندی اور عمل کمشنری کی شکایت اکثر یہہ ہوئی
تھی کہ اس انتظام سے جمعبندی مین بہت نقصان آگیا تھا — ۱۲ لاکھ کی
معافی دی گئی جسکو راجہ چندو لال نا قابل معافی بتلاتے تھے
اور ۲۲ لاکھہ سالانہ کی جمعبندی مین کمی ہو گئی تھی —
۴۱ — ضلعبندی کے وقت ۱۲۸۳ھ مین ارکان مجلس مالگزاری
تعلقات سرکار عالی نے ملک تلنگانہ کے موضعواری بندوبست کو
ترجیح دی تھی اور ایسا تجویز کیا تھا کہ تعلقدار زمین کا رقبہ قسم
اور رقم بقید نام رعیت لکھہ رکھین اور موضع کو کسی پٹیل پٹواری
یا معتبر رعیت کے حوالہ کرین اور تین۳ سال تک وُہی رقم معین قایم
رہے اور نفع نقصان پٹیل پٹواری کے ذمہ رہے اور یہہ

شرط رہے کہ قابضانِ حال نہ تو بیدخل کیے جاوین اور نہ انپر رقم معین سے کچھ اضافہ کیا جاوے مگر یہہ موضع واری بندوبست کی بجویز اس وقت جاری نہوئی کیونکہ مقدمہ سنگین اور بہت غور اور تامل کے لایق تھا اور چونکہ نئی نئی ضلعبندی کی ابتدا تھی اسلیئے مناسب سمجھا گیا کہ تعلقداران اضلاع اپنے اپنے تجربہ اور واقفیت سے بعد عرصہ مناسب اس باب مین راے دیوین تب اسپر لحاظ واجب ہوگا —

پیمایش اور بند اراضی

۴۳ — ضلع اورنگ آباد مین پیمایش اور بندوبست اراضی سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین باہتمام مولف رسالہ کے جو کہ ناظم بندوبست مقرر ہوا تھا رعیت واری اصول پر اس قاعدہ کے موافق شروع ہوا جو بمبئی پریزیڈنسی اور اضلاع امانی برار مین رایج ہی اسکی کیفیت آیندہ مقام مناسب پر بیان کیجاویگی —
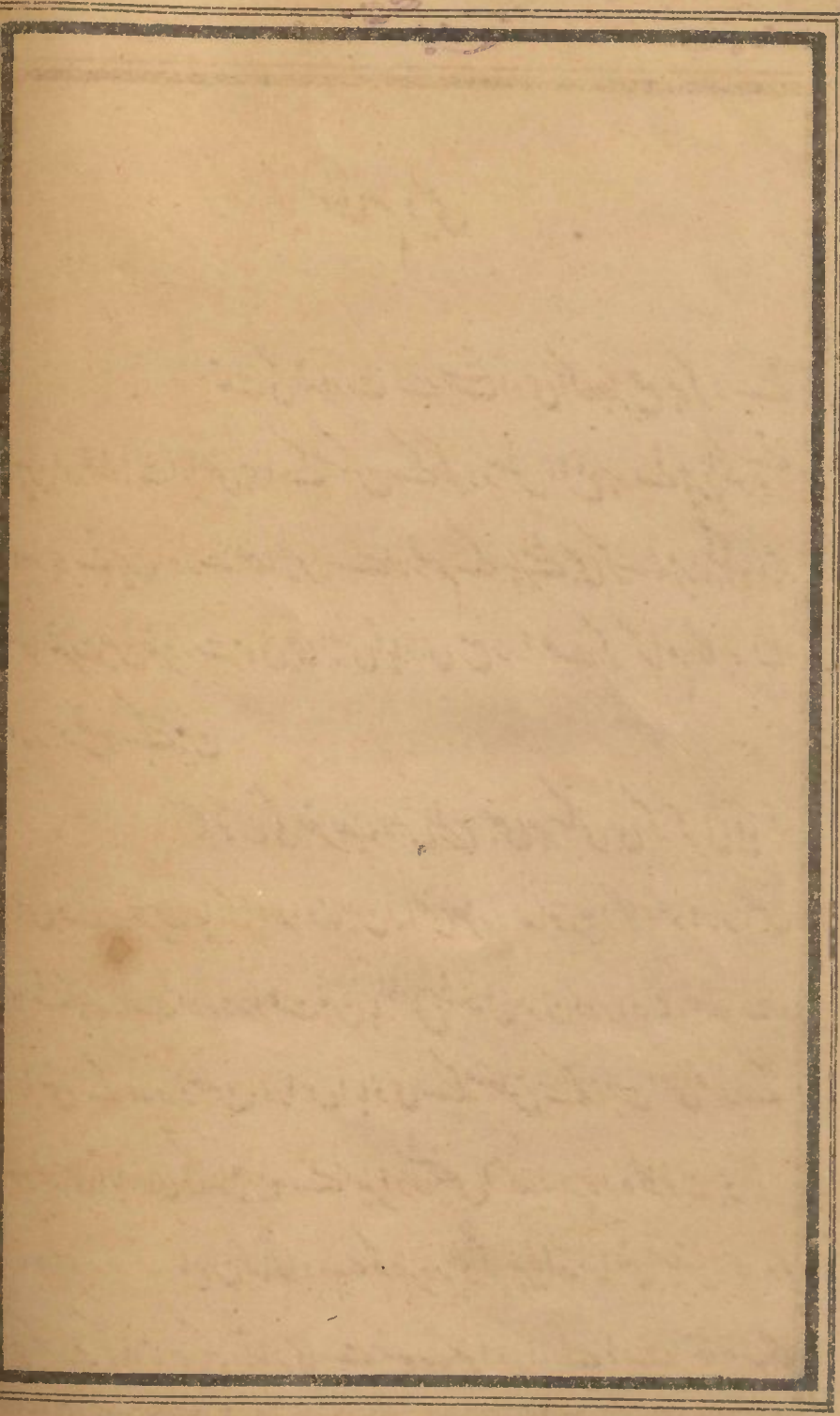
نظام دیہی

تمدن کی ضرورت سے بہت سے آدمی اک جا جمع ہو کر رہتے
ہین اور قطعات اراضی جو انکے مسکن کے گرد و پیش واقع ہوتے ہین انکو جوتتے
اور بوتے ہین اور بعضے انمین سے اور قسم کے پیشے بھی کرتے ہین جنکی باہم
معاشرت مین ضرورت ہوتی ہی ایسی آبادی مع زراعت کو گرام-گانون-
اور موضع کہتے ہین

گانون کی تعریف اس طرح بھی ہو سکتی ہی کہ کوئی آبادی
جس کے ہر طرف یا اکثر اطراف مین اراضی مزروعہ اور چراگاہ ہو اور اسمین
کاشتکار رہتے اور زراعت مین بالفعل مشغول ہون اور اونکی قطعات
اراضی کے حدود معین اور اس آبادی کے متعلق کے زمین اسی قسم کے
دوسری آبادی کی زمین سے ممیز اور مشخص الحدود ہو وہ گانون ہی
یا یون کہا جاوے کہ ضرور ہی کہ ہر قطعۂ اراضی معین الحدود
جو کھیت کہلاتا ہی کسی آبادی سے منسوب ہو اور ایسے ایسے متعدد کھیتونکا

مجموعہ جس اک آبادی کی طرف منسوب ہو (یعنی ان کھیتون سکے کھیت والے
اس آبادی مین رہتے ہون، اور سب کھیت ملکے اک محدود رقبہ پیدا
کرین وہ آبادی گانون ہی

یون بھی کھہ سکتے ہین کہ مختلف اور متعدد قطعات اراضی کے
قابض انھین کھیتون کے حدود مین جہان بود وباش رکھہ کے انتظام کاشت
وغیرہ کرتے ہون وہی گانون ہی

ہدایت نامہ بندوبست ممالک مغربی وشمالی ملک ہندستان
مین موضع کی جو تعریف کی گئی ہی وہ کچھہ درحقیقت اس کے اوصاف کو
نہین تبلاتی بلکہ اک دفتری اصطلاح ہی چنانچہ پانچوین دفعہ مین لکھا ہی کہ "
موضع ایسے قطع یا قطعات زمین کو کہتے ہین جو علحدہ نام سے دفتر کلکٹری
مین مندرج ہین اور حدود انکے معلوم اور معین ہین "

ہمنے جو موضع کی تعریف متعدد طور سے کی ہی اسپر یہہ اعتراض
وارد ہو سکتا ہی کہ اگر دو گانون سکے کھیتون مین ایسا اختلاط ہی کہ اک
موضع کے سب کھیت اک حلقہ مین نہین ہوتے ہین بلکہ اس آبادی کے
بعض کھیت والون کے کچھہ کھیت دوسرے آبادی کے پرلی طرف

واقع ہین تو یہہ تعریف صادق نہ آئیگی مگر ایسی صورت جہان کہین ہوگی وہ خلاف اصل ہوگی اور بعد کے کسی معاملہ سے مثلاً خرید و فروخت یا عطا کے ذریعہ سے اس گانون کے اک کاشتکار نے اس گانون کا اک کھیت لے لیا ہوگا یا وہان جوتنے چلا گیا ہوگا تو وہ کھیت درحقیقت اسی آبادی کے متعلق ہوگا گو اس کا مالک دوسری آبادی مین رہے۔ دکھن کے ملک مین اب تک بندوبست کشتوار ہوا اور پیمایش بھی کشتوار ہوتی ہو اور سرکار کا معاملہ رعیتوار ہوا اس لئے کھیتون کی ایسے اختلاط سے نہ تو پیمایش مین دقت پڑتی ہو اور نہ موضع کے تعین رقبہ و تشخیص جمع مین کیونکہ یہہ سب باتین کشتوار یا رعیتوار ہوتی ہین نہ کہ موضع وار

گانون کی تعریف مین کھیت کا بھی ذکر ہی بلکہ اک گونہ

× اک ایسی صورت ہوتی ہی کہ چند قطعات اراضی کسی کو انعام مین دی گئی یا بسنے ان کھیتون کو جو اراضی دیہہ کے بیچ مین واقع تھی انکو ہر طرف سے حدود کر کے کسی نام سے موسوم کیا ایسی آبادی "اوڑانی" کا جنگل کہلائیگی۔ اسمین اصلی گانون کی اراضی اس محوطہ کے چارون طرف محیط ہی اور یہہ محاط گویا اک دوسرا گانون تھا

کانون کی تعریف کھیت کی پہچان پر منحصر ہی اس لئے کھیت کی تعریف مین اسیقدر کہنا کافی ہوگا کہ ہر قطعہ اراضی جو معین الحدود اور مشخص الاطراف ہو (خواہ اوس کے حدود اور اطراف خارج مین مادّی علامتون سے نمودار ہون یا وہان کے رہنے والون کے ذہن اور علم مین معین ہون یا ناگریعنی ہل چلانے کے نشان یا ہر قسم کے پیداوار بونے سے اک وضع معین بنگئی ہو) اور اک یا کئی کاشتکار اسکو ملکیت یا اجرت کے طور پر یعنی اک ہی حق سے جوتتے بوتے ہون وہ کھیت ہی

ایسا بھی ہوگا کہ اک کھیت مین کئی کاشتکار ہین یا اک کاشتکار کے پاس وسیع قطعہ اراضی ہی جسمین مختلف قسم کے جنس بوتا ہی اور وہ مختلف فصلون مین پیدا ہوتی ہی تو بصورت اول جب تک اور جہان تک کہ اس کھیت کے حدود اراضی معلوم ہین کاشتکارونکا تعدّد کھیت کی تعریف کا مانع نہین ہی اور بصورت دوم اگر اس وسیع قطعہ اراضی مین مختلف جنسین بوئی جاتی ہین اور انکے حدود کا ضبط معلوم نشانون سے ہوگیا ہی تو ہر ایک محدود قطع اک کھیت ہوگا اور اگر نہین ہوا ہی تو وہ کل قطعہ وسیع باوجود اختلاف اجناس و اختلاف فصول کے اک کھیت ہی

کھیت کی دفتری تعریف

اور دفتری اصطلاح مین کھیت کی تعریف یہہ ہی کہ جو قطعہ اراضی مزروعہ یا قابل الزراعت کتاب جنگل کردا یعنی خسرہ مین جداگانہ نشان سے درج اور اس پورے قطعہ کی رقم مالگزاری کی ایک رقم معین ہو وہ کھیت ہی۔

ممالک غرب و شمال مین موضع اور محال کی جو تعریف ہی (ہدایت نامہ بندوبست دفعہ ۵ و ۶) وہ یہانتک ایک ایک کھیت پر صادق آتی ہی۔ خصوصًا محال جسکی یہہ تعریف کی گئی کہ وہ قطعہ یا قطعات اراضی جنکی جمع علحدہ مشخص ہوئی اور جسکی زمینداری کی کل حقیت سرکار کی مالگزاری کے واسطے مستغرق ہو۔ جیمس طامس صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی نے تذکرہ انتظام مالگزاری مین لکھا ہی (دفعہ ۲۰) کہ محالات یہانتک چھوٹے ہو سکتے ہین جنکو احاطہ مدراس اور بمبئی مین کھیت کہتے ہین۔ ہدایت نامہ بندوبست ممالک غرب و شمال مین کھیت کی تعریف یہہ کی گئی ہی کہ دفعہ (۲۴) کھیت وہ قطعہ زمین ہی جو اک جگہہ واقع ہو اور اک حق سے اک ہی آسامی کے قبضہ مین ہو۔ اور بمبئی اکٹ اول ۱۸۶۵ ء دوسری دفعہ مین کھیت کی تعریف اسطرح پر کی ہی کہ کھیت یا نمبر اراضی سے وہہ معین رقبہ کا دہ حصہ پیمائش مالی مراد ہی جسپر حسب پیمایش اور کاغذات دیہی مین علحدہ نمبر پر جداگانہ تشخیص جمع ہوی ہو یا ہووے

گانون کے نام

گانون کا نام یا تو اصل بسانے والے کے نام پر ہوتا ہی یا کسی دیوتا اور درخت دریا اور پہاڑ کے قرب اور نسبت سے ہوتا ہی۔ اس شجرہ مین اسکی تفصیل ہی۔

محصل نام نهادن دیهات
از اسم آدم زنده و مرده غیره

گانون کی وجہ تسمیہ
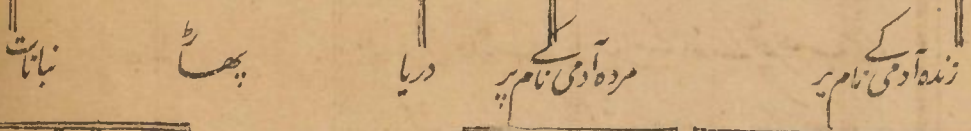
- انسان کے نام پر
  - زندہ آدمی کے نام پر
    - آباد کرنیوالے یا مالک کے نام پر
    - مالک کے خاندان کے نام پر
  - مردہ آدمی کے نام پر
    - دیوتا کے نام پر
    - بہو کے نام پر
- غیر انسان کے نام پر
  - دریا
  - پہاڑ
  - نباتات
    - درخت
    - غلہ
    - میوہ

مثالین

کس کے نام پر		نام موضع م «مرہٹی» ت «تلنگی»	بیان
انسان کے نام پر زندہ آدمی کے نام پر	آباد کرنیوالے کے نام پر	(م) سری پت پیری	سری پت آدمی کا نام اور پیری بمعنی موضع
		(ت) آپا ردّی گوڑا	اپا ردّی آدمی کا نام گوڑا بمعنی مزرعہ
		(ت) سدا سیو پیٹھ	سدا سیو آدمی کا نام اور پیٹ بمعنی بازار
		(ت) یلّور	یلا آدمی کا نام اور اُور بمعنی گانون
		(ت) کشنا پور	کشن آپا آدمی کا نام اور اُور ایضاً
	خاندان کے نام پر	(م) گولی پیری	گولی مرہٹی وطندار کے خاندان کا نام ہے
		(م) مانی گانون	مانی بھی ایضاً
مردہ آدمی کے نام پر	دیوتا	(م) جوگیسر	جوگیسر دیوتا کو تعظیماً کہتے ہین
		(ت) لنگم پلّی	لنگم سے مہادیو مراد ہے اور پلّی بمعنی آبادی

کس کے نام پر		نام موضع م «مرہٹی» ت «تلنگے»	بیان
	بھوت	(م) ویتاڑ (بیتال)	ویتاڑ بھوت یا جن کو کھتے ہین
		اور ویٹر واڑے	بتیال کے نام کے پتھر نصب ہین
		(م) راکشس بھون	راکشس دیو تا یا بھوت کو کھتے ہین
غیر انسان کے نام پر	دریا	(م) دہار کھیڑ	دہار بمعنی دریا اور کھیڑ مزرعہ یا کھیڑہ
		کشنا پور۔	کشنا دریا کا نام ہی
	پہاڑ	(ت) نلگنڈہ	دراصل نلّاگنٹّا تھا نلّا بمعنی کالا اور گنٹّا بمعنی پہاڑ
		(م) دونگرگانون	دونگر بمعنی پہاڑ
نباتات	درخت	(م) چینچ کھیر	چینچ بمعنی املی
		(ت) چتّل پلّی	چتّل بمعنی ایضاً
		(م) پیپری کھیڑ	پپر بمعنی پیپل
		(ت) تُمّل گوڑا	تُمّل بمعنی ببول
		(م) بابڑگانون	بابڑ بمعنی ایضاً
	غلہ	(م) تاندرواڑی	تاندر بمعنی چاول
	پھول	(ت) اپّاپلّی	اپّا مہوہ کے پھول کو کھتے ہین (اگلمہوہ)
	میوہ	(م) جانب گانون	جانب بمعنی امرود

انکے علاوہ ایسے دیہات بھی ہین جنکا نام جانورونکے نام یعنی وحوش
وطیور کے نام پر پایا جاتا ہی جیسے دہامن گانون - لانڈک پور - می یور پور - یہہ
تینون الفاظ پہلے سانپ پھیڑیا - مور کے نام ہین مگر غالباً یہہ سب آدمیون کے
نام ہین اور ایسے دیہات کی وجہ تسمیہ انھین آدمیون کی نسبت سے ہی مگر اکثر
اور عموماً دیہات کی وجہ تسمیہ دیوتا کے نام پر ہوتی ہی خواہ وہ آدمی کا نام بھی
ہو اس لئے دیہات کا نام انکی ملکیت کا عیار نہین ہوسکتا

اصلی موضع مین سے کوئی چھوٹی سی آبادی متفرع ہوکر اسکے
قریب آبادی ہوی ہو وہ مزرعہ ہی اُس کا نام اُسی گانون کی متابعت مین
ہوگا جس کا وُہ مزرعہ ہی-

مزرعہ

جس گانون مین بازار یا پیٹھ بھی لگتی ہو اُسے قصبہ کھتے ہین-

قصبہ

جبکہ اس طرح سے گانون آباد ہوکر اسمین معاملات شروع ہوگئے
تو ضرور ہی کہ اس جماعت کی سیاست کے لئے کوئی رئیس ویہہ قایم ہونا چاہئے
جو کاشت کا بند وبست اور وصول مالگزاری کا انتظام اور تنازعون کا
تصفیہ کرے - ایسے شخص کو گرام ادھکاری کھتے ہین - یہہ شخص اس
گانون کا زمیندار وطندار مقدم یا پٹیل بھی کھلاتا ہی اور تلنگی مین ناڈُو

گرام ادھکاری

پداکابو - اور ریڈی واڑ دبھی کہتے ہین -

چونکہ گانون کے امور انتظامی سب اسکی ذات سے وابستہ ہوتے ہین اس لئے اسکی مدد کے لئے ایک محرر و محاسب بھی ضروری ہی جو گانون کی آبادی کے حالات اور کاشتکارون کے معاملات لکھ لیا کرے اور کاشت کا حساب اور رقم مالگزاری کی واصلباقی مرتب رکھے - ایسے شخص کو گرام لکھک کہتے ہین اور پانڈیہ کل کرنی اور پٹواری بھی اسیکا نام ہی تلنگی مین کرنم کہتے ہین

گرام تو گانون کو کہتے ہین اور ادہکاری کے معنی قابض و مالک و افسر اعلیٰ اور لکھک کے معنی لکھنے والا ہین اور کُل بمعنی رعیت اور کرنی بمعنی کارندہ - یہہ الفاظ بہت قدیم معلوم ہوتے ہین اور گرام ادھکاری کو مقدم اور پٹیل کہنا اور گرام لکھک کا پٹواری نام رکھنا مسلمانون کے زمانہ کے الفاظ ہین

حال کے انتظام مین ہر گانون مین ایک پٹیل اور ایک پٹواری ضرور ہوتا ہی پٹیل کی دو حیثیتین ہوتی ہین مالی اور کوتوالی (فوجداری) اور بعضی بڑے گانون مین دو پٹیل ہوتے ہین ایک پٹیل کوتوالی یا پولیس پٹیل دوسرا پٹیل مالی - پٹیل کوتوالی کو فوجداری کے اختیارات صرف اسقدر ہوتے ہین کہ خفیف جرمون مین

نام پٹواری

نام کل کرنی بتفصیل معنی آن بابیگانه مرد

پٹیل و پٹواری

اختیار مقدم و پٹیل

تین روپیہ تک جرمانہ اور تین روز تک قید کی سزا دیسکتا ہی

پٹیل کے تحت مین بعض جگہہ اک چوگلا بھی ہوتا ہی وہ اسکو سب حالات

کی خبر دیا کرتا ہی اور غالباً چوگلا چغلخور سے بنایا گیا ہی

عام طور سے پٹیل کنبی یا سودر قوم کے ہوتے ہین اور پٹواری برہمن

مگر بہت جگھہ اسکے عکس یا خلاف بھی ہوتا ہی - ان دونون عہدہ دارون کو سرکار سے

جاگیر یعنی اراضی انعام ملتی ہی جسکو وہ "وطن" کھتے ہین

پٹیل اور پٹواری کا یھہ کام ہی کہ گانون کے جملہ معاملات کاشت کا

انتظام اور وصول مالگزاری کا اہتمام کرے پٹواری کے پاس جنگل کرڈا یا پہنی

کرڈا اور پیری پترک یعنی خسرہ گشتوارا اور خام جھاڑا اور سرپٹی اور فہرست

اراضی مزروعہ اور سیاہہ رقم وصولی رہنا چاہیئے

گانون مین دو قسم کے کاشتکار ہوتے ہین (۱) موروثی

(۲) غیر موروثی موروثی کاشتکار وہ ہی جو اپنی اراضی کی (مزروعہ یا غیر

مزروعہ) مقرری مالگزاری دیتا ہی اور اس کا قبضہ اراضی قابل وراثت اور انتقال ہی

اور دوسری قسم کا غیر موروثی جسے خوش باش بھی کھتے ہین اور اوپری بھی وہ

ہی جو صرف اپنی اراضی مزروعہ کا مالگزار ہی اور ہر سال اس سے نیا تعہد ہوتا ہی اسی

خوش باش مین اک قسم پائیکاریا اولاندکار کے ہی جو رہتا تو ہی اور گانون مین مگر
کاشت اور گانون مین کرتا ہی پٹیل اور پٹواری جو وطن دار ہین وہ علاوہ اراضی
وطن کے جو اراضی انعام بھی کھلاتی ہی اور کوئی کھیت جوتے بوئینگے تو وہ بھی
اس حیثیت سے خوش باش کی قسم مین داخل ہووینگے

گانون مین علاوہ پٹیل او پٹواری اور کاشتکارون کے اک جماعت
خدمتی کام کرنے والون کی اور پیشہ ورون کی رہتی ہی جسے زمین کی پیداوار
سے حق المحنت ملتا ہی اس جماعت کو بلوتہ دارا اور الوتہ دار کھتے ہین اور ہر اک کی
تعداد ۱۲ ہوتی ہی۔ بلوتہ مرہٹی زبان کا لفظ ہی غالباً بلونت سے مشتق ہی۔ اضلاع
دہلی مین ایسے حق دارون کو کمین کھتے ہین

بلوتہ دار

۱	بڑھی	۷	حجام
۲	لوہار	۸	دھوبی
۳	چمار	۹	گورو (جاروب کش دیو)
۴	دھیڑ (یا مہار)	۱۰	جوسی
۵	مانگ	۱۱	بھاٹ
۶	کمہار	۱۲	مُلّانا

۱۲ بلوتہ دارا

الوتہ دار

غیر بلوتہ دارونکو الوتہ دار کہتے ہین مثلاً یہ بھی لفظ بلوتہ کے توابع مین سے ہی

۱	سُنار		۷	ڈوری گوسائین	فقیر جو ڈورو بجاتا ہی
۲	جنگم لنگیت اک قسم کا فقیر ہی		۸	گرسی	شہنائی بجاتا ہی
۳	درزی		۹	راموسی یا بھیل	چوکیدار
۴	کولی پانی بھرنے والا		۱۰	تیلی	
۵	ترل یا بسکر	پٹیل کے پاس حاضر رہتا ہی اور گانون مین آنے والون کی سربراہی کرتا ہی	۱۱	تمولی	
۶	مالی باغبان		۱۲	گوندلی	جو سمبھل یا طبلہ بجاتا ہی
			۱۳	گارپاگاری	جسکی نسبت خیال کیا جاتا ہی کہ وہ کسی دیوتا کی پوجا کے اثر سے اولے برسانے والے بادل کو جس گانون پر وہ چھایا ہوا ہو اوس سے ہٹا دیتا ہی

الوتہ مین اور بھی داخل ہین جیسے باجنتری کلاون تن ویدو اور غوطہ خور

یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ ہر گانون مین بارہ بلوتی موجود ہون مگر ہر گانون مین

م الوتہ داران

اکثر بلوتہ دار رہتے ہین اور انکی ضرورت پڑتی ہی چھوٹے چھوٹے گانوٗنمین بھاٹ گرو ملا نہین ہوتے مگر ضرورت کے وقت دوسرے گانون سے بلالاتے ہین مگر وہ اس گانون کے حقدارونمین شامل ہوتا ہی ان بلوتہ دارونکو کاشتکارون سے بطور خیرات غلہ ملتا ہی مگر سرکار صرف ڈھیر کو اب رقم آبا پٹی مین سے ۱۴ پائی فی روپیہ تجویز ہوا ہی مگر وہ اپنی پہلی بھیک کے قایم رہنے پر مصر ہین

الوتہ دار کسی گانون سے مخصوص اور ضروری نہین ہین اور نہ انکی ہر گانونمین ضرورت ہوتی ہی اکثر انمین سے پیشہ ور ہین اور انکو بھی کاشتکارون سے ہر فصل مین غلہ ملتا ہی مگر انکا حق قوی نہین سمجھا جاتا

اک سو یا کئی اک گانونکا مجموعہ پرگنہ کہلاتا ہی اور پرگنہ کے رئیس کو دیس ادھکاری دیسمکہ اور دیسائی یا زمیندار کہتے ہین اور اسکا مددگار دیس چوگلا اور ایسے ہی پرگنہ کے محاسب کو دیس لکھک دیس پانڈیہ یا قانونگو بھی کہتے ہین - یعنی جو نسبت گرام ادھکاری اور گرام لکھک کو گانون سے ہوتی ہی وہی نسبت دیس ادھکاری اور دیس لکھک کو پرگنہ سے ہوتی ہی

پرگنہ قدیم لفظ ہی اس کا پتہ گذشتہ زمانہ مین آٹھوین صدی ہجری یا تیرھوین صدی عیسوی تک چلتا ہی ×

× تذکرہ بابری - طبقات ناصری اور فتوحات فیروز شاہی مین یہہ لفظ ہی اور موضع پیلپیا نگر علاقہ بھوپال مین اک کتبہ جو سنہ ۱۲۰۶ مین لکھا گیا تھا اسمین بھی یہہ لفظ موجود ہی —

اور دیس ادھکاری کا ذکر و گیانیشور شاستر مین جو یوسی مگنی ولکیا کی تصنیف ہی

پایا جاتا ہی جہان مذکور ہی کہ گرام ادھکاری کے حکم سے جو پنچایت ہوی ہو

اسکا مرافعہ دیس ادھکاری کے روبرو ہونا چاہئے - دیس بمعنی ملک اور ادھکار

اور لکھک وہی جو ابھی بیان ہوئے

بعضے ایسا خیال کرتے ہین کہ دیس ادھکاری اور ہی اور دیسمکھ اور ہی

اور ایسے ہی دیس لکھک اور ہی اور دیس پانڈیہ اور ہی یعنی ان الفاظ مین ترادف

(ترتیب لف ونشر) نہین ہی - اور دیسمکھون اور دیس پانڈیون کو مسلمانون کے

زمانہ کی ایجاد بتلاتے ہین - مگر اب دیس ادھکاری اور لکھک کے الفاظ متروک

الاستعمال اور ان نامون کے مسمّی مفقود الوجود ہین البتہ دیسمکہ اور دیسپانڈی

موجود ہین اور مسلمانون کی عملداری مین انکے بڑے مراتب ہوے - مرھٹون کے

زمانہ مین جو اسناد انعام و جاگیر جاری ہوتی تھین انکے چار چار قطعے لکھے جاتے

تھے اک جاگیردار کے نام - دوسرا مقدم دیھہ کے نام - تیسرا دیسمکھون اور

دیسپانڈیون کے نام - چوتھا دیس ادھکاریون کے نام - اس آخری سند مین

یون لکھتے تھے "ہر ایک دیس ادھکاری و لیکھک ورتمان بھاوی" یعنے

"دیس ادھکاری و متصدیان حال و استقبال" اس سے معلوم ہوتا ہی کہ دیسمکہ اور تھے

اور دیس ادھکاری اور تھے مگر اب جو سندین سرکار آصفیہ سے جاری ہوتی ہین انمین
یون لکھا جاتا ہی "بدیسمکھان و قانونگویان و سردیسپانڈیان و دیسپانڈیہ و مقدّمان
وکلکرنیان الخ" اور دیس ادھکاری کا لفظ نہین ہوتا

اب ان دیسمکھون اور دیسپانڈیون کو ملکیت اراضی مین کچھہ دخل و تصرف
مالکانہ نہین ہی اور نہ اب انکے پاس دفتر مال رہتا ہی بلکہ انکے وطن (ورتن حقیت
ملکیت) کے عوض زر نقد ملتا ہی اور اراضی سیری اور انعام اور پن مقطعہ اور
رسوم ملیواری وغیرہ بھی پاتے ہین

دس یا کئی پرگنون کا مجموعہ پرانت یا سرکار کھلاتا ہی اور ہر سرکار
مین اک سردیسمکھہ جو سب پرگنون کے دیسمکھون کا افسر اور ایک سردیسپانڈیہ
جو سب پرگنون کے دیسپانڈیون کا افسر ہوتا تھا اور انکو رسوم سردیسمکھی اور
سردیسپانڈیہ گری ملتی تھی

صوبہ دکھن کے رسوم سردیسمکھی ایام شاہنشاہی فرخ سیر سے
پیشوا کو ملتی تھی حسین علیخان صوبہ دار دکھن نے مرہٹون سے ایک لڑائی مین
دب کے کل صوبجات ملک دکھن کے رسوم سردیسمکھی پر انسے صلح و معاہدہ
کرلیا۔ فرخ سیر بادشاہ دھلی نے اس معاہدہ کو منظور نہین کیا بالاجی وشوانا تھہ

سرکار
سردیسپانڈیہ   سردیسمکھہ
رسوم سردیسمکھی

پیشوا نے دھلی جا کر محمد شاہ کی تخت نشینی پر سر دیسمکھی منظور کرائی - یہ ۴
جمادی الاول سنہ ۱۱۳۱ ہجری کو لکھی گئی - رقم سر دیسمکھی رقم مالگزاری پر دہ یک یعنے
۱۰ فیصدی کی رقم تھی اس وقت مین صوبجات دکھن کی آمدنی اتنی تھی

صوبۂ اورنگ آباد	۱۲۳۷۶۰۴۲ -۰-
" برار	۱۱۵۲۳۵۰۸ -۰-
" بیدر	۷۴۹۱۸۷۹ -۰-
" بیجاپور	۷۵۸۰۸۵۶۰ -۰-
" حیدرآباد	۶۴۸۶۷۴۸۳ -۰-
" خاندیش	۵۷۴۹۸۱۹ -۰-
کل	۱۸۰۵۱۷۲۹۴ -۰-
سر دیسمکھی	۱۸۰۵۱۷۳۰ -۰-

حقیقت ملکیت و انواع قبضہ داری وطن داری جاگیرات و انعام

ارضی کی ملکیت مین اول بحث یہہ ہی کہ سلطان وقت مالک ہی یا زمیندار
اور اسمین راے اور عمل دونون مختلف ہین بعضے یہہ قبول کرتے
ہین کہ ملکیت اراضی بجانب بادشاہ ہی اور کاشتکار کو صرف حق
قبضہ داری بشرط اداے مالگزاری حاصل ہی اور ایسا ہی عمل درامد
بھی رکھتے ہین اور بعضے ایسا کہتے ہین کہ ملکیت اراضی اوسی کی
ہی جو اوسکی کاشت کرتا ہی اور رب الارض یا زمیندار کہلاتا ہی اور اونکا
عمل درامد بھی ایسا ہی ہی کہ مالک زمین زمیندار کو سمجھتے ہین اور بادشاہ کو
صرف پیداوار مین سے ایک حصہ معین پانے کا مستحق جانتے ہین
اور ایسا ہی عمل درامد کرتے ہین۔

یہہ بات کہ ملکیت اراضی ملکیت واحدہ و شخصیہ ہی نہ کہ
ملکیت عامہ سلطانیہ منوّ کی کتاب دھرم شاستر کے بعض فقرات سے

ثابت کیجاتی ہی جہان لکھاہی کہ زمین اسی کی ملکیت ہی جس نے جنگل
کاٹ کے صاف کیا جسکی تشریح شارح نے یہہ کی ہی کہ جس نے کاشتکاری
کی اور جنگل صاف کیا وُہی مالک ہی (نوان باب چالیسوان فقرہ)
مگر اسی کتاب مین ایک جگہ بادشاہ کو خداوند روے زمین بھی لکھاہی
(آٹھوان باب اونتالیسوان فقرہ) اِسکے جواب مین کہا جاتا ہی کہ اسی
کتاب مین ایک جگہ بادشاہ کو دریاؤن اور آسمانون کا خداوند بھی
لکھاہی (آٹھوان باب دو سو تینتالیسوان فقرہ) حالانکہ یہہ حقیقت واقعی نہین ہی
ایسی بھی وہ نہین ہی۔ ایک اور عمدہ دلیل اسکی اِسی کتاب سے یہہ نکلتی ہی
کہ اسمین بادشاہ کو ششم یا چہارم حصہ پیداوار کا مستحق قرار دیا ہی
(باب ۷ فقرہ ۱۳۰) پس باقی ۵/۶ یا ۳/۴ حصہ کی ملکیت کسی اور
کی ہونی چاہیئے اور وہ لامحالہ زمیندار کی ملکیت ہی۔ کتب فقہ مین
کاشتکارون کو رب الارض تسلیم کیا ہی خواہ کاشتکار مسلمان ہو
یا نامسلمان۔ اور تیمور نے اپنے آئین مین صاف لکھاہی کہ زمین کا
مالک وُہی ہی جو اوسمین زراعت کرتا ہی۔
البتہ اراضی افتادہ جسے بنجر کہتے ہین بادشاہ کی

ملک ہی اور بادشاہ کو اختیار رہتا ہی کہ وہ قطعات بنجر کسی کو بخشدے یعنے اوسکی حقیت ملکیت کسی کی طرف منتقل کردے -

پس دراصل زمیندار وہ مالک اراضی مزروعی متعلقہ دیہات ہی جو اسمین مالکانہ تصرف کرتا ہی اور خود یا اجرت دار کاشتکارون کے ذریعہ سے اسے جوتتا ہی اور سرکار مین اسکے محاصل کا ایک حصہ ادا کرتا ہی - اور بادشاہ رعایا کی پاسبانی کے عوض مین ایک حصہ محاصل ہر ایک اراضی مزروعہ مین سے لیتا ہی اور کل اراضی افتادہ کا مالک ہی الاجبکہ وہ کسی خاص موضع یا مواضع کے حصہ مالگزاری یا کسی قطعہ یا قطعات اراضی افتادہ کو کسی کو خواہ وہ زمیندار ہو یا نہو بخشدے وہ شخص بادشاہ کے دیے ہوے حق کا مالک ہوگا جسے معافی دار لاخراجدار یا جاگیردار کہتے ہین -

چونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اُمراے سلطنت اور منصبداران شاہی کو انکے حُسن خدمات کے صلہ مین یا ذات اور سپاہ کی تنخواہ مین سرکار اکثر دیہات کا حق مالگزاری عطا فرما دیتی تھی جس مین اونکا بجز اسکے اور کچھ حق نہین ہوتا تھا کہ وہ ان دیہات کے

زمینداروں سے سرکاری مالگزاری لیا کرین مگران دیہات کی مالگزاری کی تحصیل کا انتظام بھی اونھین جاگیرداروں کو سپرد ہوجاتا تھا اور کوتوالی بھی انکے ساتھ ضمیمہ کردیجاتی تھی اِس وجہ سے وہ جاگیردار رفتہ رفتہ ایک جداگانہ سرکار بنجاتی تھی ۔ ارباب تدبیر مملکت کا قول ہی کہ جس سلطنت مین اراضی معافی بہت ہو اوسکو سلطنت کے ضعف کی دلیل سمجھنا چاہیئے ۔

اقسام ملکیت دیہات

ملکیت اراضی کی نوعیت ممالک بنگالہ و ہندوستان و دکھن مین ایک ہی سی پائی جاتی ہی اِلّا جہان کہین حقوق ملکیت ایسے پامال اور اونکے آثار ایسے معدوم ہوگئے ہین کہ اب اصلی مالکون کے خاندان کا نشان نہین ملتا ۔ یا اگر ہین تو اونکو حقوق ملکیت دئی نہین جاتی ۔

ملکیت اراضی دیہات دو قسم کی ہوتی ہی یا (۱) ملکیت واحدہ منفردہ یا (۲) ملکیت مشترکۂ مجتمعہ (۱) پہلی صورت مین شخص واحد مالک وزمیندار ہی وُہی اس گانوٗن یا دیہات کی زراعت مستاجرون یا پٹہ دار کاشتکارون سے کراتا ہی اور سرکار مین زر مالگزاری دیتا ہی

اور اسکو کاشتکارون کی بیدخلی کا باقیداری کی صورت مین
اور اضافہ جمع کا استحقاق ہوتا ہی اور نیز اسکو کاشتکارون پر ابواب
لگانی کا بھی اختیار رہتا ہی۔ ایسی ملکیت اراضی کے حاصل ہونی
کی دو ہی صورتین ہین یا تو اسکو نیلام یعنے ہراج مین جو بعلت
بقایای مالگزاری ہوا ہو خرید کرے یا زمین بنجر کو ابتدائً آباد کرے۔
ایسی ملکیت شخصی کو اضلاع بنگال مین زمینداری اور دکن کے
اضلاع تامل مین ایکا بھوگم اور اجمان گرامم (یعنے تمتع واحد)
اور اَوَدھ مین زمینداری دیہات منفرد اور تعلقداری بھی کہتے ہین۔
۲۔ دوسری صورت ملکیت مشترکہ جسمین دیہات کی
ملکیت کئی شخصون مین منقسم اور ہر ایک اونمین سے زرِ مالگزاری
کے ادا کرنے کا بالاشتراک و بالانفراد ذمہ دار ہوتا ہی اور ہر ایک
اپنی پٹی یا تھوک کا انتظام کرتا ہی اور یہی صورت اکثر اضلاع
بنگال و ہندوستان و پنجاب و ممالک متوسطۂ ہند اور دکن مین
مختلف طور سے پائی جاتی ہی۔ اسکی دو قسمین ہین۔
(۱) زمینداری مشترک جسمین سب مالکان اراضی بالاشتراک

کاشت کرتے ہین اور زر لگان خواہ وہ زمیندار مالکون سنے اپنی
خود کاشت یا نج جوت کا دیا ہو یا کاشتکارون سے وصول کیا ہو
وہ سب جمع کیا جاتا ہی اور اسمین گانون کا خرچہ اور زرِ مالگزاری
ادا کرکے باقی سب مالکون مین حصۂ رسدی بٹ جاتا ہی اس کو
ہندوستان مین زمینداری مشترک اور اضلاع دکھن مین تامل زبان مین
پاسنگ کرائی اور تلنگو پی اور سنسکرت مین (سَامُدایم) یا (سامُو)
ہی۔ یا (سامودایا گرامم) اور مرہٹی مین سمنستا دیہ خبا بھی کہتے ہین۔
(۲) زمینداری ۔حصہ داری ۔ یا بھیا چارا۔ یا پٹی داری
جسمین باہم حصہ دارون مین اراضی تقسیم ہوگئی ہی اور ہر ایک تقسیم کو پٹی
اور اسکے مالک کو پٹی دار کہتے ہین ۔ ہر ایک پٹی دار اپنے حصہ کی
زمین کا انتظام کرتا ہی اور اپنے حصہ کی زر مالگزاری ادا کرنے کا ذمہ دار
ہی مگر درصورت باقیداری پٹے دار کے سب مالکانِ دیہہ بالاشتراک
مالگزاری کے ذمہ دار ہین ایسی حقیت کو دکن کے ملک مین (پالا بھوگم)
اور نیز (بھتا ورِتّی) اور (اَرُودی کرَائی) بھی کہتے ہین ۔
حقیت بھیا چارا دو قسم پر منقسم ہو سکتی ہی۔

(۱) پٹی داری مکمل (۲) پٹی داری نا مکمل - پہلی قسم مین ایک گانوٴن بالکل پٹی داری کی نوعیت کا ہی اور دوسری قسم مین ایک گانوٴن مین کچھہ اراضی اور اسکا انتظام اور ذمہ داری مالگزاری مشترک ہی اور کچھہ پٹی داری ہی زر مالگزاری پہلے اراضی مشترکہ کے محاصل سے ادا ہوتا ہی اگر کم ہو تو اراضی پٹی داری کے محاصل سے بحساب بیگھہ - دام - یا دھاڑ پاچہ وصول کرکے پورا کرتے ہین مگر درحقیقت ایسا سمجھنا چاہیئے کہ پٹی داری نا مکمل کوئی جدا گانہ تقسیم یا نوعیت ملکیت نہین ہی بلکہ ملکیت مشترکہ مین سے زمینداری اور پٹی داریکا مجموعہ ہے -

انواع قبضہ داری

انواع ملکیت کے بیان مین یہہ مذکور ہوا ہی کہ بادشاہ کو اراضی قابل زراعت مین حق ملکیت حاصل نہین ہی بلکہ ملکیت اراضی اسی کی ہی جو اسمین مالکانہ تصرف کرتا ہی اور اراضی کو خود جوتتا ہی یا اورون کو اجرت پر جوتنے دیتا ہی اور بادشاہ کو مالگزاری ادا کرتا ہی اور یہہ کہ بادشاہ صرف اسکا مستحق ہی کہ ہر قطعہ اراضی مزروعی

مین سے ایک حصہ معین حاصل کرے جسی مالگزاری سکہتے ہین-
پادشاہ کو اختیار ہی کہ اپنے اس حصہ مالگزاری کو کسی امیر ریاست-
رکن سلطنت - یا منصبدار کو بعوض خدمت یا بعوض تنخواہ عطا فرمائے
جسے سیورغال- آلتمغا- جاگیر- انعام- معافی- بھی سکہتے ہین
اِس صورت مین جاگیردار اس زر مالگزاری کا مستحق ہوگا جو زمیندار کو
پادشاہ سے ملتا تھا - اِس صورت مین جاگیردار کو ملکیت اراضی مین
کچھ استحقاق نہین پہونچتا کیونکہ ملکیت اراضی تو اسی شخص کی قایم
رہے گی جسکی پہلے سے تھی اور جاگیردار کو وہ حصۂ مالگزاری عطا
ہوا ہی جو پہلے پادشاہ کو وصول ہوتا تھا پس جاگیردار کا قبض و تصرف
بطور قبض و تصرف مالکانہ نہین ہی مگر ایسا دستور تھا کہ بڑے بڑے
دیہات اور پرگنات کی جاگیرات کے دیئے جاتے وقت اسکا انتظام وصول مالگزاری
اور بندوبست و تردد کاشت اراضی بھی اسی جاگیردار کو سرکار سے
ملتا تھا- ایسی زمین لاخراجی کہلاتی تھی اسکا لاخراجی ہونا ایک
دفتری اصطلاح ہی کیونکہ اسکا خراج سرکار مین نہین آتا مگر زمیندارون
سے تو خراج وصول ہوتا ہی اور وہ جاگیردار کو جو سرکاری حق کا

فصل التمغا و ام
جاگیرات وغیرہ

منتقل الیہ تھا ملتا ہے ـــ

یہہ جاگیرین یا انعامات اکثر تو مشروط الخدمت اور معطی الیہ

کی حین حیات تک ہوتی تھین خواہ ذات جاگیر ہو یا تنخواہ

جاگیر اسی جاگیر دار کی وفات پر قابل ضبطی ہوتی تھین اِلّا یہہ کہ سرکار

ازسرِنو باخذ نذرانہ جاگیر دار متوفی کے وارث کو وُہی جاگیر عطا فرماوے ـ

ہان اگر سند مین نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطنٍ کی شرط ہو تو

وُہ جاگیر موروثی ہوگی ـ جو جاگیر مشروط الخدمت ہوتی تھی وہ خدمت

کے باقی نرہنے پر بھی قابل ضبطی ہوتی تھی ـــ جاگیر دار کو اپنی جاگیر

کے انتقال (ہبہ ـ بیع ـ رہن ـ) کا اختیار نہ تھا مگر جب کہ ریاست

اپنے حق کو اچھی طرح قائم نہین رکھہ سکتی تھی تو جاگیر دار ایسے

قوی ہو جاتے تھے کہ اراضی جاگیر کو اپنی ملکیت اور موروثی

اور قابل انتقال کر لیتے تھے ـــ

اراضی لاخراجی کو ہندوستان اور دکھن مین سیورغال ـ

آل تمغا ـ معافی ـ ذات جاگیر ـ تنخواہ جاگیر ـ سرانجام ـ وطن ـ

انعام ـ اقطاع ـ مقطعہ ـ اگرہار ـ وغیرہ الفاظ سے تعبیر

کرتے ہین پس ہر ایک لفظ کی تصریح اور اسکا تنوع و تقسیم
ذیل مین لکھی جاتی ہی —

سیورغال - چغتائی زبان کا لفظ ہی جسکا ترجمہ
مدد المعاش - اور مدد معاش آیا ہی - مدد معاش برخلاف جاگیر کے
موروثی ہوتی تھی - سلاطین مُغلیہ کے پہلے بجاے سیورغال
یہہ الفاظ مستعمل معلوم ہوتے تھے - ادرارات - وظایف - ملک -
انعام دیہا - انعام زمینہا - سیورغال سے وہ اراضی مراد ہوتے
تھے جو نیک کامون اور خیرات کی غرض سے جاری کی جاتی تھی -
عالمون - فقیرون - گوشہ نشینون - زاہدون - اور شریفون کی
مدد معاش کے لیئے زمین دیجاتی تھی - اسکا ایک بڑا محکمہ تھا
ہر ایک صوبہ مین ایک صدر خیر تھا جسکا افسر اعلیٰ صدر - یا صدر جہان
صدر کل - یا صدر الصدور کہلاتا تھا - قاضی اور میر عدل اسکے
تحت مین تھے اور منشی محکمہ دیوان سعادت کہلاتا تھا - علاؤالدین
خلجی نے بہت سی الیسی معاش ضبط کرکے خالصہ کرلین تھین اور صدر کے
عُہدہ کو بھی اسطرح پر ذلیل کیا تھا کہ اسپنے ایک کلید بردار کو

صدر مقرر کر دیا تھا (تاریخ فیروز شاہی ص ۳۵۳)

مگر قطب الدین مبارک شاہ نے بہت سی معاش جو علاؤ الدین نے ضبط کی تھی بحال اور واگزاشت کر دی اور فیروز شاہ نے اسمین اور بھی کثرت سے عطیات دیئے - شیر شاہ کی نسبت بھی کہا جاتا ہی کہ اوس نے بہت کثرت سے جاگیرین دین اور شاید یہی وجہ تھی کہ اکبر انکے بہت برخلاف تھا - آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہی کہ اکبر نے بہت سی اراضی سیورغال کو شریک خالصہ کر لیا - پہلے تو اکبر نے یہہ حکم دیا کہ سب جاگیرداروں کی زمینین ایک ہی موقع پر واقع ہووین اور جن جن کے پاس متفرق مقامات پر جاگیرین ہون وہ سب ایک جگہہ جاگیر پاوین - پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ جن جن کے پاس پانچ سو بیگھہ سے زیادہ اراضی سیورغال ہو وہ اپنی اسناد و فرمان خود لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہون - پھر یہہ بھی حکم دیا کہ جسکے پاس سو بیگھہ سے زیادہ زمین ہو اور فرمان مین تصریح نہو تو وہ ۲/۵ تک کم کر دیجاوے اور ۳/۵ اسکی شریک خالصہ کر لیجاوے - جب اکبر کو معلوم ہوا کہ قاضی (جنکے متعلق

محکمہ سیورغال تھا) بہت رشوت کھاتے ہین تو حکم دیا کہ سب جاگیرین جو سو بیگہہ سے زیادہ کی ہون انکو مین خود تحقیقات و دریافت کرونگا۔ جب عضد الدولہ میر فتح اللہ شیرازی کو خدمت صدارت ملی تب یہہ دستور جاری ہوا کہ جسکی جاگیر مین شرکا ہون اور فرمان مین حصص شرکا کی تصریح نہو اور ایک شریک مرجاوے تو شریک متوفی کے حصّہ کی مقدار شریک خالصہ کردی جاوے جب تک کہ کوئی خود جاکر پادشاہ سے درخواست نکرین۔

آیمہ بھی اسی قسم کی جاگیر تھی جیسے سیورغال اور موروثی و قابل انتقال سمجھی جاتی تھی۔ ایمہ دراصل ترکی لفظ ہی۔ یمہ اسکا صحیح تلفظ ہی اور اسکے معنی خوراک اور روزینہ کے ہین۔ ممالک بنگال مین دیہات آیمہ ازروے مجموعۂ قوانین بنگال قبل از ۱۷۹۳ء عیسوی صفحہ ۲۴ و آئین پنجم ۱۷۹۳ء موروثی اور قابل انتقال تسلیم کی گئی ہی اور جن دیہات پر بعد مین تشخیص جمع سرکاری ہوجاتی تھی یا وہ شریک خالصہ کردی جاتی تھی اسکو آیمہ بازیافت کہتے تھے۔ اور اسکی مالگزاری کو آیمہ خراج۔

تفصیل التمغا
رواج بر حاکم
بانواع واقسام

آل تمغا - یہہ دونون لفظ ترکی ہین جنکے معنی سُرخ مُہر کے ہین
اوراس سے مراد پادشاہی مُہر رنگین ہی - فرہنگ رشیدی مین لکھاہی -
"ونبترکی مُہر بادشاہان کہ آنرا آل تمغا گویند ای مُہر سُرخ وگاہے
بجہت تخفیف تمغا انداختہ تنہا آل گویند سے زبیم خاتم القاب نونہاد ستد +
بحکم یرلغ از آل ایلغان یاقوت ‡"

یہہ امر دریافت ہونا مشکل ہی کہ ہندوستان کے سرکاری
دفترون مین آل تمغا کب سے مُہر یا عطاے سُلطان کے معنی مین مستعمل
ہونا شروع ہوا - غزن خان نے فارس اور ممالک وسط ایشیا مین
آل تمغا یعنے مہر سُلطانی کی صورت مربع سے بیضوی کردی تھی
اوراسپر کلمۂ محمدیہ کھُدوایا تھا * اور تیمور نے سلطان بایزید رومی کے
بیٹے کو ملک اناطولیا کی ولایت ایک فرمان کے ذریعہ سے جس پر
تیمور کے ہاتھہ کے سُرخ دستخط تھے عطا فرمائی تھی مگر اسکو
آل تمغا نہین کہا گیا اور توزک تیموری مین تمغا بہت مذکور ہی مگر اور
معنون مین اِلاّ ہندوستان مین اکبر کے وقت تک لفظ آل تمغا پادشاہی فر

* پرالیس کی کتاب تاریخ مسلمانان جلد ۲ ص ۶۱۲ ایضاً وتاریخ شرف الدین کتاب پنجم باب ششم ۱۲

اور مالگزاری کی اصطلاح مین سند و فرمان کے معنون مین مستعمل نہین ہوا تھا۔ آئین اکبری مین جو باب سیورغال کے بیان مین ہے اسمین کبھی آل تمغا مذکور نہین ہے البتہ تمغا اکثر مذکور ہے مگر وہان وہ باج کے معنی مین ہے۔ مثلاً۔ وچنان کنند کہ پیرامون بباج وتمغا نگردد مگر از سلاح وفیل واسپ و شتر و گاؤ و گوسفند و بز و قماش در ہر صوبہ اندکے یکجا ستانند۔ و در ہر ملکے جز کشتکار از مال مردم چیزے خواہند و آنرا تمغا گویند (آئین اکبری ص ۳۳۶) اور ایک فرمان جو ۳۳ جلوس مین جاری ہوا تھا اسمین باج اور زکوٰۃ کے ساتھ تمغا بھی معاف کیا گیا تھا۔

"دیگر اشیا و اسباب و امتعہ و اجناس کہ مدار معاش جمہور انام وملاک معیشت خواص و عوام است سوائے اسپ وفیل و شتر وگوسفند وبز واسلحہ وقماش کہ در تمامی ممالک محروسہ تمغا وباج و زکوٰۃ صد یک وانچہ از قلیل وکثیر میگرفتہ اند معاف ومرفوع القلم بودہ باشد۔"

شاہ جہان کے عہد سے پہلے آل تمغا یعنی جاگیر شاہی ہے

سندول اور فرمانون مین پایا جانا مشتبہ ہی - یہہ جاگیر بھی
موروثی اور قابل انتقال ہوتی تھی —
اگرہار اُس موضع کو کہتے ہین جو لاخراج یا بشرح رعایتی
کسی برہمن کو جاگیر مین دیا جاوے - اگر وہ بالکل معافی ہی
تو سروا اگرہارم کہلایا ہی اور اگر اس پر کچھہ خفیف سا پن ہی تو
بالمقطعہ اگرہارم - اور کنٹوبری اگرہارم کہلایا ہی -
جاگیر - اوس معافی کو کہتے ہین جو بادشاہ کی طرف سے
ایک مسلّم موضع یا چند دیہات کی زر مالگزاری کسی امیر یا منصبدار
کو عطا کیجاوے اور اوسکی کئی صورتین ہین -

جاگیر
- ذات جاگیر
  - بشرط خدمت
  - بلا شرط خدمت
- تنخواہ جاگیر
  - تنخواہ وخدمت
  - تنخواہ عملہ
  - تنخواہ جمعیت
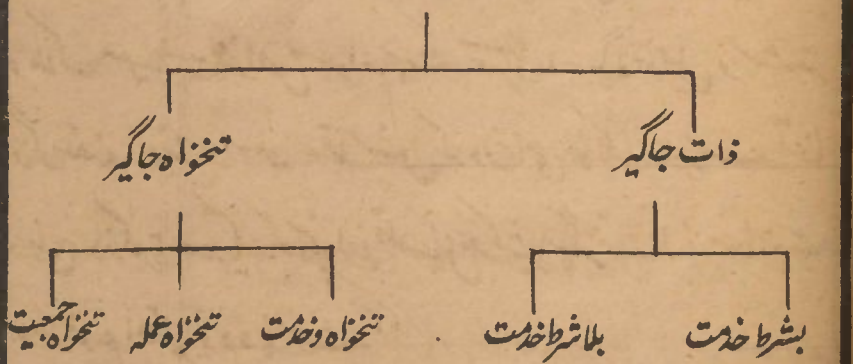
جاگیر اکثر اسی شخص کے حین حیات اور غیر قابل وراثت و انتقال ہوتی ہی

نام جاگیرات قسم دو

اِلّا اس حال مین کہ سند مین اسکے قابل وراثت ہونے کی تصریح ہو۔

بنگال پریزیڈنسی مین لارڈ کورن والس کے زمانہ مین یہہ بحث پیش ہوئی تھی کہ سرکار ہر ایک بیگھہ اراضی مین سے ایک مقدار مالگزاری لینی کی مستحق ہی اِلّا یہہ کہ اوسنے اپنا حق کسی اور کو بطور جایز دیدیا ہو اِس قاعدہ پر ایک قسم کی معافی بلا اجازت و منظوری سرکار ہوئی ہو باطل اور غیر جایز تھی مگر ۱۸۱۹ء تک اس معاملہ مین کچھہ لحاظ اور کارروائی نہین ہوی۔ اسی سال مین سرکار انگریزی نے مستعدی سے دریافت جاگیرات کا کام شروع کرنا چاہا اور ہولت مکنزی نے آئین سوم ۱۸۲۸ء تیار کیا جسمین تجویزین کی گئین کہ ضبطیات معافی کے خلاف مین اگر کسی کو مرافعہ کرنا ہو تو اسکے سماعت کے لیئے عدالتین مقرر کیجاوین۔ یہہ قانون نہایت عمدہ اصول صحیح اور ضابطۂ عدل و داد پر بنایا گیا تھا۔

یہہ عدالتین اسپشل کمشنرون کے تحت مین ہوتی تھین جو صدر عدالت کے حاکم ہوتے تھے اور جنکا درجہ عہدہ اعلیٰ درجہ کے ججون کے برابر تھا۔ اور چونکہ ضلع کے کلکٹرون کے پاس

کام بہت تھا اسلیئے دریافت معافی کے لیئے خاص ڈپٹی کلکٹر مقرر کیئے گئے - اور یہہ دریافت و تحقیقات ۱۸۴۶ع مین ختم کی گئی اور ایسا خیال کیا گیا ہی کہ اس دریافت جاگیرات مین سرکار کا اسّی لاکھہ روپیہ خرچ ہوا اور فایدہ یہہ ہوا کہ تیس لاکھہ روپیہ سالانہ کی آمدنی محاصل سرکاری مین ہمیشہ کو بڑھ گئی -

اس دریافت مین اراضی معافی ۴ قسمون پر منقسم کی گئی تھی -

معافی

- معافی بادشاہی
  - دوامی
  - حین حیات
- معافی حکمی
  - دوامی
  - حین حیات

تفصیل جاگیرات معافی اقسام از حکام سابق
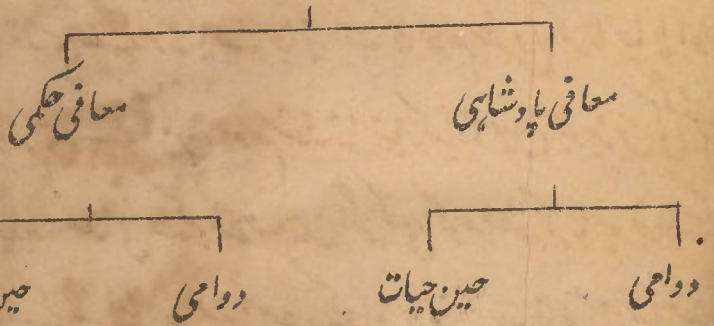
بادشاہی معافی سے وہ جاگیرات سلطانی مراد تھین جنکو بادشاہان دہلی و صوبہ داران بنگال بہار اوڑیسہ و اودہ و نوابانِ فرخ آباد و راجگان روہیلکھنڈ و دولت راو سندھیا نے اپنے ایام حکمرانی مین عطا فرمائی تھین اور نیز وہ کسی ذی اقتدار کے

حکم سے ضبط نہین ہوئی تھین —

معافی حکمی سے وہ جاگیرین مراد تھین جو زمیندارون اور عاملون (یعنے عہدہ داران مال) سے دین تھین —

معافی پادشاہی کی نسبت اگر دریافت مین یہہ بات ثابت ہوئی کہ سند ہوئی تھی مگر قبضہ نہین ہوا یا قبضہ ہوا تھا اور پھر کسی مقتدر نے اسکو ضبط کر لیا تھا تو اسپر حق معافی قایم و ثابت نہین سمجھا جاتا تھا — اور حکمی معافیون کی نسبت یہہ قرار پایا تھا کہ اِن ملکون کے فتح یا تفویض ہونے سے بارہ[۱۲] برس پہلے کے جو عطیات ہون وہ سندی تصور کیے جاوین بشرطیکہ معطی الیہ نے قبضہ بھی پایا ہو اور ایسے عطا صحیح تسلیم کیے جاتے تھے گو کوئی تحریر بھی نہو اور دینے والے کو اختیار بھی نہو — اور سنہ ۱۸۴۰ سے تو اس سے زیادہ آسانی کردی گئی تھی کہ اگر جن کامون کے لیئے معافی حکمی دیگئی ہی وہ فی نفسہ دوامی نہون تو وہ بحال و جاری رہین — اور جملہ قطعات اراضی جو دس بگیہہ سے کم اور مذہبی امور کے مصرف مین ہون وہ عموماً مستثنی کردیے گئے تھے —

کارروائی دریافت معافی کی اسطور سے ہوتی تھی کہ جب
کلکٹر تحقیقات شروع کرتا تھا تو وہ معافی دار سے جولاخراجدار کہلاتا تھا
اسکی اسناد معافی طلب کرتا تھا (آئین سوم ۱۸۲۸ء دفعہ ۴ آئین ۲ ۱۸۱۹ء دفعہ ۵)
اگر لاخراجدار حاضر نہو تو مقدمہ یکطرفہ فیصل ہوتا اور اگر سرکار کے خلاف ہو
تو کمشنر کو اختیار مرافعہ حاصل ہوتا تھا - اگر لاخراجدار نے اپنی اسناد
پیش کیں تو کلکٹر کو لازم تھا کہ بعد معاینۂ اسناد و ثایق اگر اس
معافی کو ضبط کرنے والا ہی تو ضبطی کے وجوہات اور دلائل لکھکر
اوسکی نقل لاخراجدار کے حوالہ کرے اور اوس سے کہا جائے
کہ اگر کچھ جواب و تردید اِن وجوہ کی کرنی ہو تو پیش کرو بعد
اظہارات گواہان و معاینہ اسناد وغیرہ مقدمہ کا فیصلہ عدالتاً کیا جاویگا
اور کلکٹر اپنے فیصلہ کی نقل لاخراجدار کے حوالہ کرتا تھا اور لاخراجدار کو اختیار
تھا کہ اگر چاہے تو مرافعہ کرے (آئین سوم ۱۸۲۸ء دفعہ ۴)
اور جب اہلکار دریافت معافی کو معلوم ہو کہ اسکے فیصلہ کا مرافعہ
ہوگا تو وہ اپنے فیصلہ کی تعمیل ملتوی رکھتا تھا - اور اگر لاخراجدار نے
ضمانت معتبر داخل کر دی اور مرافعہ پیش کیا تو وہ زمین اسی کے

قبضہ مین "تا فیصلہ مرافعہ چھوڑ دیجاتی تھی اگر ضمانت نہ دے تو اس
اراضی کا سرسری بندوبست اسی کے ساتھہ کردیا جاتا تھا
اور اگر آخر کار معافی اُوسی کو ملے تو سرکار اسکو واصلات دیتی تھی اور
اگر اس نے بندوبست سرسری قبول کرنے سے انکار کیا تو اراضی
معافی مستاجری مین دیجاتی تھی یا خام تحصیل رکھی جاتی تھی
میعاد مرافعہ از جانب لاخراجدار دو مہینہ قرار پائی تھی (آئین سوم
سنہ ۱۸۲۸ دفعہ ۴) اور اگر مرافعہ مین لاخراجدار کے حق مین فیصلہ
ہو تو کلکٹر کو اختیار مرافعہ تھا جسکی میعاد ایک سال مقرر تھی۔

التماس

اس جلد کا باقی حصہ جسمین بندوبست

وغیرہ کا مفصل تذکرہ ہی علحدہ

چہاپا جاوے گا بسبب زیادہ ہونے

مضمون کے اس جلد مین اوسکی گنجایش

نہ تھی

باهتمام
میرزا زین العابدین شیرازی بنور طبع
آراسته گردید